عالم اسلام کو
عید میلاد النبی ﷺ
مبارک ہو

ربیع الاول ۱۴۴۵ھ | ستمبر ۲۰۲۳ء
SEPTEMBER-2023 Rs. 30/-

- عید میلاد النبی ﷺ! جائز یا ناجائز
- میلاد مصطفےٰ کے عالم گیر مقاصد
- عید میلاد النبی! قرآن وحدیث کی روشنی میں
- تحفظ ناموس رسالت اور امام اہل سنت

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

- موجودہ فتنۂ ارتداد
- قرآن کا چیلنج اب بھی باقی ہے
- قرآن کی بے ادبی کیوں؟
- عہد حاضر کے دینی جلسے
- کیا یہ سب مسلمان تھے؟
- مسلم معاشرے میں بیوہ
- مسلمانوں اپنا محاسبہ کرو

- بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ سالہ دردناک سفر
- مسواک! سائنس کے تناظر میں
- خواتین پر رحمت عالم کے احسانات
- اسلام کا دشمن اسلام کی آغوش میں
- عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیۃ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

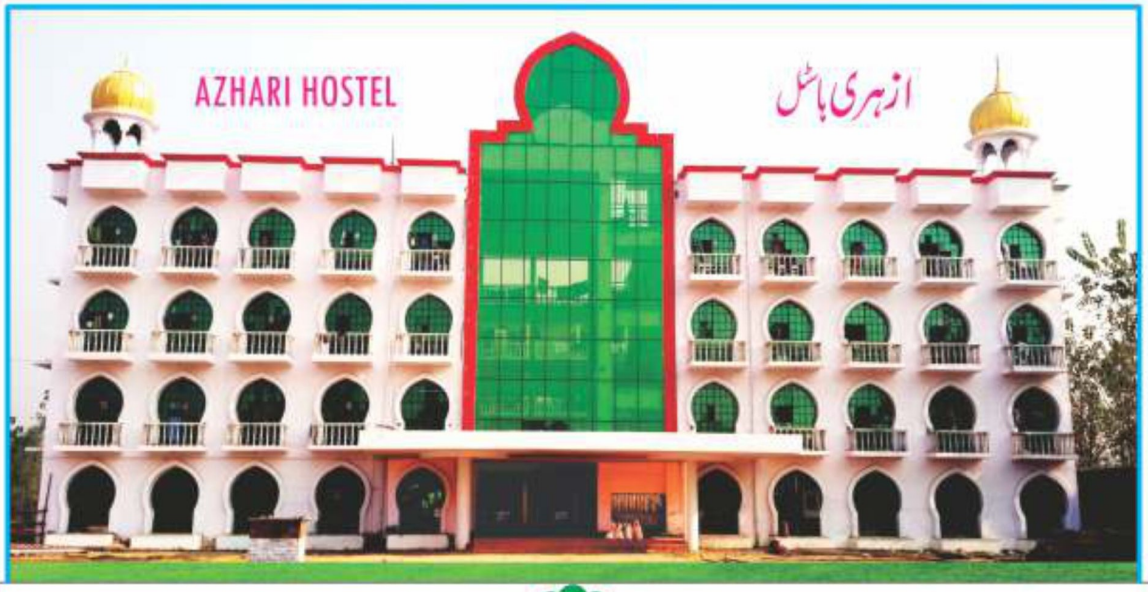

Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الھند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
دارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۹
Issue No. 09
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
ربیع الاول
ستمبر ۲۰۲۳ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲، سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جائز یا ناجائز	محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی	۵
اسلامیات	میلاد مصطفےٰ کے عالم گیر مقاصد	مفتی محمد اسلم رضا میمن	۷
☜	عید میلادالنبی! قرآن وحدیث کی روشنی میں	حافظ افتخار احمد قادری برکاتی	۱۳
☜	تحفظ ناموس رسالت اور امام اہل سنت	مولانا محمد فیضان رضا علیمی	۱۷
☜	عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ	مولانا عبداللطیف علیمی	۲۱
☜	اسلام کا دشمن اسلام کی آغوش میں	سوشیل میڈیا سے	۲۵
☜	قرآن کا چیلنج اب بھی باقی ہے	مولانا غلام غوث اجملی	۲۷
☜	مسواک! سائنس کے تناظر میں	مولانا رضوان حسین مرکزی	۲۹
احوال قوم ومت	عہد حاضر کے دینی جلسے	مولانا محمد اشرف رضا قادری	۳۱
احوال عالم	کیا یہ سب مسلمان تھے؟	مولانا خلیل احمد فیضانی	۳۴
نسوانیات	خواتین پر رحمت عالم کے احسانات	میمونہ اسلم	۳۶
احوال وطن	موجودہ فتنۂ ارتداد	مفتی صابر القادری فیضی	۳۹
☜	بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر	مولانا محمد زاہد علی مرکزی	۴۴
☜	قرآن کی بے ادبی کیوں؟	مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی	۴۷
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۹
مختصرات	مسلم معاشرے میں بیوہ	مولانا حسن نوری گونڈوی	۵۲
☜	مسلمانوں اپنا محاسبہ کرو	حفیظ علیمی گونڈوی	۵۲
منظومات	تو خدائے کل جہاں ہے، تو خدائے کن فکاں ہے	مولانا محمد اشرف رضا قادری	۵۳
☜	ہر سو چرچا ہے ربیع النور کا	سید خادم رسول عینی	۵۳
☜	حسن خود جس پہ فدا ہے وہ حسین آیا ہے	مولانا سلمان رضا فریدی	۵۴
☜	ضیائے حق وصداقت حضور کی آمد	مولانا جسیم اکرم مرکزی	۵۴

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جائز یا ناجائز؟

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاوّل جیسے ہی اپنی تمام تر بہاروں اور رعنائیوں کے ساتھ افق عالم پر جلوہ فگن ہوتا ہے، اہل ایمان کے قلب وجگر ایک فطری کیف وسرور سے جھوم اٹھتے ہیں، ایمان وایقان میں جوش وامنگ کی ایک سرمدی لہر دوڑ جاتی ہے، خوشیاں اور سرمستیاں مؤمنین کے سراپے میں مجسم نظر آتی ہیں، شیدائیان اسلام کی گلیاں یوم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تاریخ ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جشن کا سماں پیش کر رہی ہوتی ہیں اور ہر ایک فرد اپنی بساط بھر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار واہتمام میں مصروف نظر آتا ہے اور اپنے لئے دارین میں سرخ روئی کا سامان مہیا کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار فرحت ومسرت، ولادت سے قبل وبعد کے واقعات پر مشتمل بیانات، خاص ولادت کی شب میں کثرت صدقات وخیرات، دعوت طعام وغیرہ کا انعقاد جیسے دیگر مستحسن امور کوئی جدید عمل نہیں بلکہ صدیوں سے سلفاً وخلفاً اکابرین امت اور سلاطین ملت کا معمول رہا ہے، چنانچہ ابن جوزی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي صلي الله عليه وآله وسلم، ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمون اهتمامًا بليغًا علي السماع والقرأة لمولد النبي صلي الله عليه وآله وسلم، وينالون بذلك أجرًا جزيلاً وفوزًا عظيما- یعنی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، یمن الغرض مشرق سے مغرب تک تمام بلادِ عرب کے باشندگان ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں، جب وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو حد درجہ خوشیاں مناتے، ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر وکامیابی حاصل کرتے۔'' (بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۵۸)

ہم نے اس کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۱۲ ربیع النور یعنی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مناسبت سے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ ومحدثین سے ۱۲-۱۲ دلائل وبراہین درج کئے ہیں تاکہ اختصار بھی رہے اور ۱۲ ربیع النور کی برکات وحسنات بھی حاصل ہو جائیں، یہی ان قلوب واذہان کے لئے کافی ووافی اور مرض گمرہی کے لئے شافی ہیں اور اگر ختم اللہ علی قلوبہم کے تحت مہر لگ گئی ہے تو سمجھ لیجئے اب ہم اور آپ کچھ کر نہیں سکتے، ان کے لئے دلائل وبراہین کے لاکھوں صفحات بھی سوائے ردّی کے ڈھیر کے کوئی معنی نہیں رکھتے۔

واضح ہو کہ اسلام میں کسی کام کے جائز وناجائز ہونے کا دارومدار اس بات پر نہیں کہ وہ کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیا یا نہیں کیا، بلکہ مدار اس بات پر ہے کہ اس کام سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر منع فرمایا ہے تو وہ کام ناجائز ہے اور اگر منع نہیں فرمایا تو جائز ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السمن والجبن والفراء. فقال: الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام

ما حرم الله في كتابه و ما سكت عنه فهو مما عفا عنه۔ یعنی نبی کریم ﷺ سے گھی، پنیر اور چمڑے کے لباس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس چیز کے بارے میں اللہ عزوجل خاموش رہا تو وہ اس قبیل سے ہے جسے اللہ نے معاف فرمادیا ہے۔''

(ترمذی شریف، ج ۱ ص ۳۰۳)

فقہ اسلامی کا یہ قاعدہ ہے''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ یعنی تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں۔'' کسی چیز کے ناجائز وحرام ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سے سنت وشریعت کی مخالفت یا کسی سنت کا ترک لازم آئے، محض اس کا نیا ہونا اس کے ناجائز وحرام ہونے کے لئے کافی نہیں، جیسا کہ آج کل کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شریعت میں''ہر نیا کام گمراہی ہے'' یہ خیال بذات خود گمراہی ہے، دراصل ان لوگوں کو حدیث پاک''کل بدعة ضلالة۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے'' سے مغالطہ لاحق ہوا، دراصل یہاں بدعت سے مراد ہر وہ نئی چیز ہے جو مخالف سنت وشریعت ہو، اگر بدعت سے مراد مطلقاً ہر نئی چیز لی جائے تو آج''بدعت'' کے ارتکاب کے بغیر کسی کا چند قدم چلنا بھی مشکل ہوجائے گا۔

بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی مثال زمانۂ نبوت اور دورِ صحابۂ کرام میں نہ ہو، بدعت کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعت حسنہ، دوسری بدعت سیئہ! بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو کسی سنّت کے خلاف نہ ہو جیسے پریس میں قرآن پاک اور دیگر دینی کتب کی طباعت، عالیشان مساجد کی تعمیر، دینی مدارس کا قیام، درس نظامی کا نصاب، محفل ختم بخاری، قرآن وحدیث کا ترجمہ، قرآن کریم پر زیر، زبر، پیش لگانا، علم نحو وصرف، تدوین اصول فقہ، تراویح کی جماعت، تبلیغی چلّہ، نئے نئے عمدہ کھانے، نیاز وفاتحہ، محفل میلاد، عرس وجلوس وغیرہ۔

اب اگر مذکورہ کاموں کو بھی اس بدعت میں شمار کرلیا جائے جو معترضین مراد لیتے ہیں، تو اس میں سب سے پہلے اعتراض کرنے والوں کا ہی نمبر آئے گا، کیوں کہ زیادہ تر عالی شان مساجد انھیں کے یہاں پائی جاتی ہیں، بڑے بڑے مدارس کی کثرت بھی انھیں کے یہاں ہے، محفل ختم بخاری سے ان کا کوئی بھی مدرسہ خالی نہیں، قرآن کی رنگین طباعت بھی انھیں کی بدعت ہے، علم نحو وصرف اور اصول کی کتابوں کی ترتیب وتصنیف، ترجمہ وتخریج کا کام بھی انھیں کے یہاں زیادہ ہے، نیاز وفاتحہ، عرس وجلوس اور میلاد کو ضرور یہ لوگ بدعت مانتے ہیں لیکن چلّہ کشی اور اس میں ایک سے بڑھ ایک لذیذ اور عمدہ کھانوں میں تو ان کا کوئی جواب ہی نہیں، کیا یہ سارے کام زمانۂ نبوت اور دورِ صحابہ سے ثابت ہیں؟ ظاہر ہے نہیں! تو پھر انھیں بھی بدعت کیوں نہیں کہتے؟

بدعت سیّئہ وہ چیز ہے جو کسی سنّت کے خلاف ہو یا کسی سنّت کو مٹانے والی ہو جیسے عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبۂ جمعہ وعیدین، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال! کہ اس سے''مکبّر'' کی سنت ترک ہوتی ہے، حدیث پاک میں بدعت کی اسی قسم کو''کل بدعة ضلالة'' کہا گیا ہے، چنانچہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

''معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت کہلاتا ہے پھر اس میں سے جو کچھ اصول کے موافق اور قواعد سنّت کے مطابق ہو اور کتاب وسنّت پر قیاس کیا گیا ہو''بدعت حسنہ'' کہلاتا ہے اور جو ان اصول وقواعد کے خلاف ہو اسے''بدعت ضلالت'' کہتے ہیں اور کل بدعة ضلالة کا کلیہ اس دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔''

(اشعۃ اللمعات مترجم، ج ۱ ص ۴۲۲)

کسی بندے کو قبول حق کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ ورسول نے جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جسے حلال فرمایا وہ حلال! جب واضح طور پر قرآن وحدیث میں حلال وحرام چیزیں بیان کردی گئیں تو اب اپنی طرف سے کسی جائز ومستحسن کام کو ناجائز وحرام کہنا خدا ورسول پر بہتان عظیم باندھنا ہے جو بہت بڑی جسارت اور ہبط ایمان واعمال کا سبب ہے۔

بقیہ ص ۳۵ پر

از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

میلادِ مصطفیٰ کے عالم گیر مقاصد

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

ربیع الاوّل کا مہینہ اُمتِ مسلمہ کے لیے بڑی خاص اہمیت کا حامل ہے، اس مبارک ماہ کی بارہ 12 تاریخ کو مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی، رحمتِ عالمیان ﷺ اس دنیا میں انسانِ کامل، اور ہادیٔ عالم بن کر تشریف لائے، رسولِ کریم ﷺ کے وُجودِ مسعود کے طفیل اس دنیا سے ظلمت و جہالت کے تاریک اور سیاہ بادل چھٹے، سسکتی انسانیت کو سہارا ملا، دُکھی اور بے سہارا لوگوں کو فرحت، مسرّت اور شادمانی نصیب ہوئی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ ربّ العالمین کا خاص فضل و کرم، احسان، نعمت اور رحمت نصیب ہوئی۔

حسن ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

خالقِ کائنات نے ہمیں بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے، مگر جس نعمت کو خاص طَور پر عطا فرما کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا اور جتایا، وہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا، کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں، اور اِس سے پہلے وہ لوگ ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت کو، واضح طور پر اپنا فضل و احسان قرار دیا، اور رسولِ کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرمایا۔

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

ذکرِ میلاد اور قرآنِ کریم

بارہ 12 ربیع الاوّل کے موقع پر محافلِ میلاد میں، حمد و نعت شریف کے بعد بیان اور تقاریر کی صورت میں، حضور نبیٔ کریم ﷺ کے اَوصاف و کمالات اور ولادتِ باسعادت کے وقت، رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا ذکرِ میلاد ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کی ولادتِ باسعادت کا ذکر فرمایا ہے، حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ﴾ "مجھ (عیسیٰ علیہ السلام) پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی آمد کا چرچا، گذشتہ اُمتوں میں بھی بلند فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ "(یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا، اور اُس رسول کی بِشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے"۔

سرکارِ اَبد قرار ﷺ کی ولادتِ باسعادت اور تشریف آوری، تمام جہانوں کے لیے رَحمت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ "ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رَحمت بنا کر بھیجا"۔

اللہ کا خاص فضل ورحمت

نبی کریم ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ورحمت اور نعمتِ خداوندی ہے، ہمیں چاہیے کہ اللہ ربّ العالمین کے اس خصوصی فضل وکرم پر اس کا زیادہ سے زیادہ شکر بجا لائیں، اس کے فرمانبردار بندے بنیں، اس کی اِطاعت کریں، اس کے دیے ہوئے اَحکام پر عمل کریں، جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب کریں، اور اس کی طرف سے فضل، رحمت اور نعمت کے حُصول پر شکر بجالائیں، نیز خوشی ومسرّت کا اظہار کریں؛ کہ یہ حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ "اے حبیب! آپ فرمادیجیے، کہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور اُسی کی رَحمت پر چاہیے کہ وہ خوشی منائیں، وہ ان کے سب دَھن دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں"۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں فضلِ الٰہی سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذاتِ والاصفات ہے"۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

نعمتِ الٰہی کا خوب چرچا کرنا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنی نعمتوں کا خُوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ "اپنے رب کی نعمت کا خُوب چرچا کرو"۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ والاصفات سے بڑھ کر بھلا کونسی نعمت ہوسکتی ہے؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا ہر سال ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ 12 تاریخ کو جشنِ عیدِ میلاد النبی منانا، نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہننا، چراغاں کرنا، گھروں پر جھنڈے لگانا، لوگوں کو کھانا کھلانا، پانی کی سبیلیں لگانا، جلوس نکالنا، اجتماعِ ذکر ونعت کا اہتمام کرنا، اور شرعی حُدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے، شکرِ نعمتِ الٰہی کے طَور پر خوشی اور مسرّت کا اظہار کرنا، شرعاً دُرست، جائز اور حُصولِ اجر وثواب کا باعث ہے!

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جَل جانے والے

اللہ تعالیٰ کا احسان یاد رکھنا ہے

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نَجات دِلا کر، انہیں دریا کے بیچوں بیچ راستہ دے کر، اور بادَل کو سائبان بنا کر ان پر احسان فرمایا، اور پھر ان کی نسلوں کو یہ احسان یاد رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ﴾ "اے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا!"۔

صدرالافاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اِطاعت وبندگی کرکے شکر بجالاؤ؛ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے"۔

لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ جیسی عظیم اور بے مثال نعمت واحسانِ خداوندی کا شکر یہی ہے، کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کیا جائے، سرورِ کونین ﷺ کے اَوصاف، کمالات اور معجزات کو سُنا سُنایا جائے، اپنے قول وفعل سے محبتِ مصطفیٰ کا اظہار کیا جائے، حضور سیّدِ عالم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور تعلیمات پر عمل کیا جائے، رحمتِ عالمیان ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی جائے، اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم سے آگاہ کیا جائے، ان کے دِلوں میں محبت رسول کی شمع فروزاں کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کی سب سے بہتر صورت یہ ہے، کہ جشنِ میلاد کو خُوب دُھوم دھام سے منایا جائے؛ کیونکہ جشنِ عید میلاد النبی وہ واحد مذہبی مناسبت ہے، جس میں شکرِ الٰہی بجالانے کی تمام ممکنہ صورتوں پر، ایک ساتھ عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اس مبارک موقع پر غلامانِ رسول خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں، اپنی گلی محلوں کو سجاتے ہیں، تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے ہیں، محافلِ نعت کا اہتمام کرتے ہیں، ساری رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، ذکر واَذکار کرتے ہیں، یومِ میلاد کی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں، اپنے عزیز

واَقارب سے ملتے ملاتے، ان کی دعوتیں کرتے، اور انہیں عیدِ میلاد کی مبارکباد دیتے ہیں۔

الغرض مختلف صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے احسانِ عظیم کا عملی طَور پر شکر بجالاتے ہیں، لہٰذا بعض لوگوں کی جانب سے اس نیک اور متعدِ دسعادتوں کے حامل امر کو، شرک و بدعت قرار دینا، اسے حرام کہنا، نسلِ نَو کو دینِ اسلام سے متنفر اور دُور کرنے کے مترادِف ہے۔ ایسوں کو چاہیے کہ کفر و اِلحاد اور فتنہ وفساد کے اس دَور میں، دینِ اسلام کو در پیش چیلنجز (Challenges) کو سمجھیں! وقت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھیں! شرک و بدعت کی گردان کر کے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے مزید دُور نہ کریں! بلکہ اپنے مَوقف پر نظرِ ثانی کریں!

ذکر رو کے فضل کاٹے نَقص کا جُویاں رہے
پھر کہے مَردَک کہ ہوں اُمّت رسولُ اللہ کی

عذاب میں کمی کا سبب

رحمتِ عالمیان ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا خیر و برکت کا مُوجِب ہے، یہ ایک ایسا عظیم عمل ہے جسے کرنے سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں، اور متعدد فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں، مسلمان تو مسلمان، اس عمل خیر کی برکت سے سخت کافر ومشرِک بھی محروم نہیں رہتے، انہیں بھی حضور ﷺ کے صدقے کچھ نہ کچھ حصّہ عطا ہو ہی جاتا ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانی نے امام سہیلی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت سیِّدنا عباس نے فرمایا: »لَمَا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ :مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ« "جب ابولہب مر گیا تو میں نے اُسے ایک سال بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا، کہتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا، لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے"۔

حضرت سیِّدنا عباس عذاب میں اس کمی کی وجہ خود بیان فرماتے ہیں» :وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا« " (عذاب میں کمی کا سبب) یہ ہے، کہ پیر شریف کے دن حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی، اور ثُوَیبہ (باندی) نے ابولہب کو حضور کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری سنائی تھی، اس پر اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا"۔

جلیل القدر محدِّث حضرت امام ابنِ جزری اِس حدیثِ پاک پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (جس کی مذمّت قرآنِ مجید میں نازل ہوئی) کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے پر، اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے، تو نبیِ کریم ﷺ کے اس اُمّتی، توحید ورسالت کا دم بھرنے والے، مؤمن مسلمان کی جزا کا کیا حال ہوگا؟ جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے!"

وہی دُھوم ہے اُن کی ما شاء اللہ
مِٹ گئے آپ مٹانے والے

میلادِ مصطفی بزبانِ مصطفی

میلاد النبی کی مُروّجہ محفلوں اور اجتماعِ ذکر ونعت میں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے اَوصاف وکمالات کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔ ولادتِ پاک کا ذکر کرنا، بوقتِ ولادت رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا، خود تاجدارِ رسالت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت سیِّدنا عِرباض بن ساریہ کہتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا» :إِنِّي عَبْدُ اللهِ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَأَبِي مُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ :أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى، وَرُؤْيَا أُمِّي آمِنَةَ الَّتِي رَأَتْ« "میں اُس وقت سے اللہ کا بندہ اور آخری نبی ہوں، جب میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام بھی مٹی کی شکل میں تھے، اور میں اس بارے میں تمہیں خبر دیتا ہوں، کہ میں اپنے باپ حضرتِ ابراہیم کی دعا، حضرتِ عیسیٰ کی بِشارت اور اپنی والدہ حضرت آمنہ کا خواب ہوں"۔

حضرت سیِّدنا عِرباض بن ساریہ کہتے ہیں، کہ جس طرح گزشتہ انبیاء کی ماؤں نے خواب دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے بھی آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے وقت،

ایک ایسا نُور دیکھا جس کی بدَولت ملکِ شام کے محلّات اُن پر روشن ہو گئے۔ پھر صحابۂ رسول نے سورۂ اَحزاب کی یہ آیات تلاوت فرمائیں :﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ۬ * وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ "اے غیب کی خبر دینے والے (نبی)! یقیناً ہم نے آپ کو حاضر گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا، اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا"۔ لہٰذا ذکرِ میلاد کرنا قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، اور یہ عمل کثیر خیر وبرکت کے ساتھ، بڑے اجر وثواب کا بھی حامل ہے۔

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

میلادِ مصطفیٰ منانے کے مقاصد

ہم مسلمان ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں اپنے پیارے نبی ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار کے لیے، بھرپور طریقے سے جشنِ عیدِ میلاد النبی مناتے ہیں، اور اس کے لیے خوب اہتمام کرتے ہیں، یہ بڑا اچھا عمل ہے، اسے شرعی حُدود میں رہتے ہوئے ضرور جاری وساری رکھا جانا چاہیے! لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بات بھی خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے، کہ میلادِ مصطفیٰ منانے کے مقاصد کیا ہیں؟ جشنِ میلاد النبی منانے کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ اس سلسلے میں چند خاص خاص باتیں حسبِ ذیل ہیں:

نعمتِ الٰہی کا اظہار

خالقِ کائنات ﷺ کا بے پناہ شکر ہے، کہ اس نے ہمیں دولتِ ایمان سے نوازا، اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امّت میں پیدا فرمایا، حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا ہونا ایک ایسا عظیم شرف ہے، جس پر اللہ ربّ العالمین کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا حبیب عطا فرما کر، ہم گنہگاروں پر احسانِ عظیم فرمایا! لہٰذا نعمتِ الٰہی کے اظہار کے طَور پر ہمیں چاہیے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، اپنی سیرت وصورت کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور میلادِ مصطفیٰ کی محافل کا کثرت سے انعقاد کریں؛ تاکہ امتِ مسلمہ کو سرورِ دوجہاں ﷺ کے مقام ومرتبہ سے آگاہی دی جاسکے، نیز انہیں بتایا جاسکے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب عطا فرما کر ہم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے!۔

تعظیمِ رسول سے آگاہی

برادرانِ اسلام! رحمتِ عالمیان ﷺ کا ادب، احترام اور آپ کی تعظیم، پوری کائنات میں سب سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیب کریم ﷺ کی تعظیم، ادب اور احترام کے بارے میں واضح طَور پر حکم فرمایا :﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اونچی نہ کرو! اور ان کے حضور چِلّا کر بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چِلّاتے ہو!؛ کہ کہیں تمہارے اعمال اَکارت (ضائع) ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو!"۔

صدر الافاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ میں حضور ﷺ کا اِجلال واِکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے، اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں! بلکہ کلماتِ ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم واَلقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو؛ کہ ترکِ اَدب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے!"۔

غیر شرعی اُمور سے پاک، جشنِ میلاد منانے کا ایک مقصد حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، ادب اور احترام بجالانا، اور لوگوں کو اس سلسلے میں آگاہی دینا بھی ہے۔ مفسِّر قرآن شیخ اسماعیل حَقّی "تفسیر رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ "میلاد شریف منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ہے، جبکہ وہ مُنکَرات (غیر شرعی اُمور) سے پاک ہو، اِمام سُیوطی نے فرمایا کہ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر اِظہارِ شکر کرنا مستحب ہے"۔

اسلامیات

سنّت کی پَیروی

حضور نبی کریم ﷺ بارگاہِ خداوندی میں اظہارِ تشکُر کے طَور پر، اپنی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں، ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے، "مسلم شریف" کی حدیث ہے، حضرت سیِّدنا ابوقتادہ انصاری فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزہ سے متعلق پوچھا گیا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا» :فِيْهِ وُلِدْتُ، وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ« "اِسی دن میری ولادت ہوئی، اور اِسی دن مجھ پر (پہلی بار) وحی نازل ہوئی"۔

لہٰذا سنّتِ مصطفی کی پَیروی میں بارہ 12 ربیع الاوّل کے موقع پر، مسلمانوں کا روزہ رکھنا بھی میلادِ مصطفی منانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب

حضور رحمۃٌ للعالمین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دینا، بھی جشنِ میلادِ مصطفیٰ کے مقاصد میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب بیان فرمائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ "یقیناً تمہارے لیے رسولُ اللہ کی پَیروی ہی بہتر ہے"۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ، سارے انسانوں کے لیے نمونۂ حیات ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے باہر نہیں، رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا، لہٰذا کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا سونا جاگنا حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے، تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"۔

جشنِ عیدِ میلاد کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں میں، مذہبی جوش وولولہ خوب پایا جاتا ہے، نیکیوں اور عبادت کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا علمائے دین اُمت کی خیرخواہی کے جذبہ سے، لوگوں کو سیرتِ نبوی سے آگاہ کرتے ہیں، اور انہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دلاتے ہیں۔

اتحاد، یگانگت اور امن وروا داری کا فروغ

آج دنیا میں ہر طرف نفرت وعداوت کے جراثیم (Germs) پَنپ رہے ہیں، لسانیت وقَومیت (Linguistics and Nationality) کی بنیادوں پر لڑائی جھگڑے اور فسادات برپا ہیں، مُعاشرے میں عدم برداشت، نااتفاقی اور بدامنی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ میلادِ مصطفی منانے کا ایک اہم مقصد، مُعاشرے میں اتحاد، یگانگت اور امن ورَوا داری کا فروغ بھی ہے، میلادِ مصطفیٰ کے جلسے جلوس اور ریلیوں (Rallies) کے ذریعے، باہم اُخوت، محبت اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے، اتحاد واتفاق کا درس ملتا ہے، اجتماعیت کی سوچ پیدا ہوتی ہے، لسانیت، قَومیت اور غربت واِمارت کی بنیادوں پر پیدا ہونے والی سطحی سوچ کا خاتمہ ہوتا ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جشنِ عیدِ میلاد کا خوب اہتمام کریں، اس مقدّس مذہبی مناسبت کو خوب جوش وجذبہ سے منائیں، اللہ تعالیٰ کا خوب شکر بجا لائیں، اپنا وقت ذکر واَوراد میں گزاریں، پنج وقتہ نماز پابندی سے باجماعت ادا کرنے کی پکی نیّت کریں، بارہ 12 ربیع الاوّل کو بالخصوص، اور ہر پیر شریف کو بالعموم روزہ رکھیں، محافلِ میلاد میں منکَراتِ شرعیہ سے اجتناب کریں، لوگوں کی حق تلفی سے بچیں، سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا خوب مُطالعہ کریں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی پختہ عادت بنائیں، اور خوب ذَوق وشَوق سے جشنِ عیدمیلادالنبی منائیں!

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ

اے اللہ! ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سنّت وسیرت اور تعلیمات پر خوب عمل کی توفیق عطا فرما، ان کا ادب واحترام کرنے کی سعادت نصیب فرما، حضورِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی پَیروی کا جذبہ عنایت فرما، دینِ متین کی بےلَوث خدمت کی توفیق عطا فرما، ایک اچھا اور باعمل مسلمان بنا۔ اور ہمارے

عقائد واعمال کی حفاظت فرما، اور اگر ان میں کوئی کمی کوتاہی واقع ہوتو اسے دُور فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه ونورِ عرشه، سيّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمدلله ربّ العالمين!.

"ذَوقِ نعت" ردیف خائے معجمہ،38۔

پ٤، آل عمران.١٦٤ :

"حدائقِ بخشش" دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے، حصّہ اوّل،199۔

پ١٦، مریم.٣٣ :

پ٢٨، الصّف.6 :

پ17، الأنبياء.107 :

پ١١، یونس.٥٨ :

"رُوح المعانی" یونس، تحت الآیۃ58 :١١/١٤١. و"الدرّ المنثور" یونس، تحت الآیۃ٥٨ :٤/٣٦٨.

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، پیشِ حق مژدہ شَفاعت کا سُناتے جائیں گے،157۔

پ٣٠، الضحیٰ.١١ :

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے،159۔

پ١، البقرۃ.٤٠ :

"تفسیر خزائن العرفان" پ1، البقرہ، زیرِ آیت40 :،16۔

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، عرشِ حق ہے مسندِ رِفعت رسول اللہ کی،152۔

"فتح الباری" کتاب النکاح، تحت ر5101 :،٩/١٦٦، ١٦٧.

"فتح الباری" کتاب النکاح، تحت ر5101 :،٩/١٦٧.

"عرف التعریف بالمولد الشّریف" اِرہاصات مولدِہ، ص.٢٢

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، آنکھیں رو رو کے سُجانے والے، 161۔

"مُستدرَک الحاکم" تفسیر سورۃ الأحزاب، ر3566:،4/1339.

"حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، سب سے اَولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی،138۔

پ26، الحُجرات.2 :

"تفسیر خزائن العرفان" پ26، حُجرات، زیرِ آیت2 :،947۔

"رُوح البیان" پ٢٦، الفتح، تحت الآیۃ٢٩ :،٩/٥٦.

"صحیح مسلم" کتاب الصیام، ر٢٧٥٠ :، ص.٤٧٨

پ21، الأحزاب.21 :

"تفسیر نور العرفان" پ21، احزاب، زیرِ آیت21:،671، ملتقطاً۔

"ذَوقِ نعت" ردیف خائے معجمہ، سحابِ رحمت باری ہے بارہویں تاریخ،38۔

◆◆◆

ص ۴۶ کا بقیہ.....

کی طرف سے پتھراؤ کیا گیا۔ جتیندر نارائن کمیشن نے آر ایس ایس کو فرقہ وارانہ تشدد کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ 7 اپریل کو تقسیم کیے گئے کتابچے کو حکام کے لیے چیلنج، مسلم اقلیت کے لیے خطرہ اور تشدد پر اکسانے کا ذمہ دار پایا نیز اس کی مذمت بھی کی، آدیواسیوں نے جمشید پور کے معاشی طور پر خوشحال مسلمانوں پر حملہ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جتیندر نارائن کمیشن آف انکوائری کے مطابق اس فساد میں ایک سو آٹھ (108) افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، جن میں 79 مسلمان اور 25 ہندو تھے۔

دوسرے اندازوں میں مرنے والوں کی تعداد 120 بتائی گئی ہے، جن میں سے نصف سے زیادہ مسلمان تھے۔ کمیشن کے مطابق آر ایس ایس کے عناصر اور مقامی ایم ایل اے دینا ناتھ پانڈے نے اس فساد میں اہم رول ادا کیا۔

.....جاری■◄

از: حافظ افتخار احمد قادری برکاتی*

عید میلاد النبی! قرآن وحدیث کی روشنی میں

ماہ ربیع النور وہ بابرکت مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے تا قیامت چمکتے رہیں گے۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : وذکرھم بایام اللہ۔

ہمیں اس دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو یوم ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس ماہ مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا جشن منانا، اظہارِ فرحت وسرور کرنا، واقعاتِ میلاد کا تذکرہ کرنا، نہ صرف جائز و مستحسن ہیں بلکہ باعث خیر وبرکت بھی ہے۔

تذکرہ ولادت پاک تو سنت الٰہیہ بھی ہے اور سنت رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم وسنت صحابہ، وتابعین وطریق جملہ مسلمین بھی۔ یہی وجہ ہے کہ صدہا سال سے پوری دنیا کے عامتہ المسلمین وعلمائے راسخین وعارفین ولادتِ باسعادت کے موقع پر ذکر ولادت کرتے اور خوشی مناتے رہے ہیں اور مسلمانانِ عالم میں یہ رائج عمل مولود مقبول ہے۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے : یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین. قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ (پارہ 11 :سورہ یونس :آیت 57/56)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت، اور رحمت ایمان والوں کے لیے، اے محبوب! آپ فرما دیجیے اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں وہ ان سب کے دھن دولت سے بہتر ہے۔

نصیحت وشفا ورحمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ذات رسول اقدس ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر نہ کوئی نعمت خلق خدا کو ملی اور نہ اس سے بڑا فضل ورحمت اللہ رب العزت نے انسانوں، جنوں، فرشتوں ودیگر مخلوقات کو عطا فرمایا: واما بنعمت ربک فحدث۔ (سورہ الضحیٰ پارہ 30 : آیت 11 :)

اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کے تحت فرمایا: جنہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی اور کفر کیا وہ کفار قریش ہیں اور نعمت اللہ سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

(بخاری شریف جلد 02 /غزوہ بدر)

قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف آوری سے پہلے میلاد النبی کا تذکرہ موجود ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے : ثم جاءکم رسول مصدق لما معاکم لتومنن بہ ولتنصرنہ (سورہ آل عمران: رکوع 16 : آیت 80 : پارہ 03 :)

گھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا : انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

اسلامیات

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

(سورہ آل عمران: پارہ:03 آیت80 :)

لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے اور آپ کی تعریف و توصیف کی جائے کم ہے— سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر از روئے قرآن مطلوب ومحبوب ہے— اسے ناجائز قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے جو ظہورِ ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش نہیں ہیں— خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف منایا ہے—

،، عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی.

(رواہ مسلم: مشکوت شریف صفحہ179 :)

حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا: فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن اتارا گیا— مذکورہ بالا آیات وحدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کا تذکرہ کرنا جائز و مستحسن ہے اور یہ کہ یہ قرآن کریم واحادیث مبارکہ کی اتباع و پیروی ہے— نفس میلاد، تذکرہ و واقعاتِ میلاد تو ہر دور میں رہا ہے— عہد رسالت، وعہد صحابہ، وتابعین میں بھی اپنی مخصوص شکل میں موجود تھا اس لیے اس کا اصل جواز تو منصوص رہا البتہ قرونِ ثلاثہ کے بعد اس کی ہیئت میں اضافہ ہوا اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کو عید وخوشی اور گونا گوں نیکی ومسرت اور جشنِ ولادت کے طور پر منایا جانے لگا— یہ اگرچہ بعد کی ایجاد ہے جسے اصطلاح میں بدعت کہتے ہیں مگر یہ بدعتِ حسنہ ہے نہ کہ بدعت سئیہ، جس کی اصل یہ حدیث پاک ہے : ماراہ المومنون حسنا فھو اعند اللہ حسن ۔ (معمولات اہل سنت: صفحہ135 :)

کسی چیز کو ایمان والے اچھا خیال کریں اور جس چیز کو مومن اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھی ہے—

عید میلاد النبی پر اقوال علما : حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک میلاد کے لیے اجتماع، تلاوت قرآن مجید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ کرنا ان بدعات حسنہ میں سے ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے— کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی آمد کا اظہار کرنا ہے—

(الحاوی للفتاوی: جلد01 : صفحہ189:)

شارح بخاری حضرت حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک مروجہ طریقے سے میلاد کرنے کی اصل اس حدیثِ پاک سے ثابت ہے جو بخاری ومسلم میں موجود ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ دسویں محرم کو روزہ رکھتے ہیں— آپ نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسی دن اللہ رب العزت نے فرعون کو ڈبویا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، اس لیے ہم لوگ شکرانے کے طور پر آج کے دن کا روزہ رکھتے ہیں— حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری بنسبت حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں، آپ نے خود روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا— (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اس حدیثِ پاک سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس دن اللہ رب العزت کسی عظیم نعمت کا فیضان فرمائے یا کسی بڑی مصیبت سے نجات دلا کر احسان فرمائے تو خاص اس انعام الٰہی کے دن میں شکرانے کے طور پر کوئی کام کرنا اور پھر اس عمل کو آنے والے ہر سال میں اسی دن میں کرتے رہنا جائز و مستحسن ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں—

لہٰذا مناسب ہے کہ اہل اسلام خاص ولادتِ باسعادت کے دن اس کا اہتمام کریں تا کہ یہ عاشورہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقع کے مطابق ہو جائے—

امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکانے اور دعوت طعام اور اس رات میں سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود کریم کی قرآت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ رب العزت کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔ ماہ ربیع الاول شریف میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ کار رہا ہے۔ کھانے پکانے کا اہتمام، انواع واقسام خیرات وصدقات میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔ ماہ ربیع الاول شریف میں خوشی ومسرت وسرور کا اظہار شعار مسلمین ہے۔ ماہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف پڑھنا اور قرآت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرزِ عمل رہا ہے۔ ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ رب العزت کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے۔ محفلِ میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافلِ میلاد منعقد کی جائیں وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔ میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ رب العالمین کی رحمتوں کے اہل ہیں۔ انعقاد محافل میلاد مقصود ومطلوب پانے کے لیے بشری عاجلہ ہے۔

حضرت علامہ شیخ حقی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں : وقال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام۔

(تفسیر روح البیان)

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے فرمایا! ولادت باسعادت پر شکر ظاہر کرنا ہمارے لیے مستحب ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر اجر ونفع کا ذکر صحیح بخاری شریف میں موجود ہے: حضرت عروہ فرماتے ہیں: ثوبیہ ابولہب کی باندی تھی جس نے اسے (حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کی خوشی میں) آزاد کردیا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل نے اسے بہت بری حالت میں خواب میں دیکھا، تو پوچھا! تجھے موت کے بعد کیا پیش آیا؟ ابولہب نے کہا! تمہارے بعد مجھے کچھ نرمی یا راحت نہیں ملی صرف ایک بات ہے کہ میں تھوڑا سیراب کردیا جاتا ہوں اس لیے کہ ثوبیہ کو میں نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کردیا تھا۔ (بخاری شریف: کتاب النکاح)

حضرتِ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: سہیلی نے ذکر کیا: حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابولہب جب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثوبیہ نے ابولہب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا تھا۔ حضرتِ حافظ شمس الدین جزری اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب یہ کافر ابولہب جس کی مذمت میں قرآن اترا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اس کے عذاب میں تخفیف کردی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن وموحد کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بقدرِ استطاعت خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضلِ عمیم سے جنات نعیم میں داخل فرمائے۔ (کتاب الحاوی للفتاوی: جلد اول/صفحہ 196)

حضرتِ حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مروجہ طریقہ قرون ثلاثہ میں کسی سلف سے منقول نہیں اس کی بنیاد قرون ثلاثہ کے بعد پڑی،

پھر پوری دنیا کے تمام شہروں اور خطوں کے مسلمان جب بھی ربیع الاول شریف کا مہینہ آتا ہے اس میں جشن مناتے ہیں— پر تکلف کھانوں سے دستر خوان سجاتے ہیں— اسی مہینے کی رات میں صدقات بانٹے ہیں—خوشیاں مناتے ہی— نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کے واقعات وحالات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کے ثمرات وبرکات بھی ان پر خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ (سبل الہدیٰ الرشاد، جلد/اول)

حضرتِ علامہ صدر الدین جزری فرماتے ہیں: یہ محافل میلاد بدعت ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں بدعت وہی مذموم ہے جو سنت کے مزاحم ومخالف ہو اور اگر سنت کے مخالف نہ ہو تو مذموم نہیں اس لیے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر انسان فرحت وسرور کا اظہار کرے تو اس پر ثواب بھی پائے گا—

حضرت علامہ نصیر الدین ابنِ طباخ فرماتے ہیں: شب ولادت آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں لوگوں کو کھانا کھلانا اور محفلیں سجانا، یہ سب چیزیں جائز ہیں اور کرنے والے کو ثواب بھی ملے گا اس لیے کہ اس نے بہترین کام کا قصد کیا ہے— امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد کے ساتھ مناقب شافعی میں فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امور محدثہ کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اثر واجماع کے مخالف ہو، یہ بدعت ضلالت ہے اور دوسری وہ جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو بدعت غیر مذمومہ ہے— حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے قیام شہر رمضان کے حق میں فرمایا نعم البدعة هذه یعنی یہ بہت اچھی بدعت ہے— اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محفل مولود شریف ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو قرآن وسنت، سنت واثر واجماع کے مخالف ہو، تو یہ بدعت غیر مذمومہ ہوئی۔ (معمولات اہل سنت، صفحہ 149)

◆◆◆

ص ۳۳ کا بقیہ.....

یہ گویوں کو ایک رات کا چالیس پچاس ہزار دے سکتے ہیں مگر قرآن وتفسیر پڑھانے والے پانچ ہزار سے زیادہ ماہانہ نہیں دے سکتے یہ ایک ایک شاعر کا ہزاروں کا نذرانہ تنہا اٹھا لیتے ہیں مگر اپنے محلہ کی مسجد کے امام کو دس پندرہ ہزار ماہانہ تنخواہ نہیں دے سکتے۔ یہ ایک شاعر کے ایک رات کا نذرانہ بآسانی ۲۵ ہزار دے دیں اگر ان کا من پسند شاعر بلایا جائے مگر یہی آدمی اپنے بچوں کو قرآن وحدیث اور دینیات کا ٹیوشن پڑھانے والے کو ہزار روپیہ دینے میں ان کے پسینہ چھوٹ جائیں۔ بتایا جائے یہ دینی حمیت وغیرت ہے؟ اس کا نام مذہب کا درد اور ملت کی فکر ہے۔''

اس لئے ضروری ہے کہ سماج کے پورے ڈھانچہ کو سدھارنے کی ترکیب بنائی جائے۔ جلسوں اور اعراس میں جتنے پیسے ہمارے خرچ ہوتے ہیں اگر ان کا ۷۵ فیصد بھی بچالیا جائے تو:

۱— اس سے سالانہ ایک یونیورسیٹی قائم ہوسکتی ہے۔
۲— اس سے نیٹ اور کمپٹیشن کی تیاری کا کام لیا جاسکتا ہے۔
۳— اس سے حساس جگہوں پہ ہاسپیٹل کھولا جاسکتا ہے۔
۴— جگہ جگہ لائبریری قائم کی جاسکتی ہے۔
۵— مدارس کے ہونہار اور محنتی طالب علموں کی کفالت کی جاسکتی ہے۔

یہ وہ کام ہیں جن پر ہمارے دین ومذہب کے تحفظ اور شعائر دینی کی بقا وابستہ ہے۔ اگر اس طرف ہمارے ذمہ داروں کی توجہ مبذول ہوگئی تو یقینا سالانہ بڑا کام ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ خدا کرے کہ ہمارے ٹوٹے ہوئے دل کی یہ آوازا صدا بصحرا ثابت نہ ہو بلکہ اس پہ لبیک کہنے والے افراد کھڑے ہوجائیں۔ رضائے الٰہی کے لئے اٹھایا گیا ہمارا ہر قدم ان شاء اللہ ہمیں دونوں جہاں میں شادکام رکھے گا اور دانشمندی یہی ہے کہ اپنے عمل کو آخرت کی پونجی بنانے کے جذبہ سے ہم آہنگ ہوکر دین وسنیت کا کام کیا جائے۔ ع

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

◆◆◆

از: مولانا محمد فیضان رضا علیمی *

تحفظِ ناموسِ رسالت اور امامِ اہلِ سنّت

تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر امام اہل سنت مفتی احمد رضا قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی قربانیاں نہایت وسیع اور پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، عزت، عظمت، رفعت، منزلت اور بلندیِ شان کی حفاظت و صیانت میں صرف کر دی اسی لیے دنیا نے آپ کو عاشق صادق اور فنا فی الرسول کے خطاب سے یاد کیا۔ ذیل کی سطروں میں اعلی حضرت کا عاشقانہ تعارف، امت کو عشق رسول کا درس، گستاخ رسول کے متعلق حکم، تحفظ ناموس رسالت کے لیے کوششیں، گستاخ رسول سے امت کیسے بچے، تحفظ ناموس رسالت کا درس ان عناصر کے زمرے میں اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کو پیش کیا جائے گا۔

عاشقانہ تعارف :

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اندر عشق و عرفان کا ایسا در یا موجزن تھا کہ ہر لمحہ اور ہر آن مدحتِ سرکار میں ہی گزارنا پسند کرتے تھے اس پر آپ کے نعتیہ دیوان کا مجموعہ " حدائق بخشش" شاہد ہیں۔ اس کا ایک شعر نظر قارئین کرتا ہوں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی ذات کے لیے تو طعن و تشنیع اور گالی گلوج سننا رواں رکھا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی برداشت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخوں کی جانب سے نبی ﷺ کی عزت و عظمت پر کیے جانے والے حملوں کا سختی سے دفاع کرتے رہے تا کہ وہ غصے میں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ میں خود ہی تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جس سے جہاں آپ کا عشق رسول سمجھ میں آئے گا وہیں تحفظ ناموس رسالت کا نظریہ بھی واضح ہوگا۔:

ان شاء اللہ العزیز اپنی ذات پر کیے جانے والے حملوں اور تنقید بھرے جملوں کی طرف توجہ نہ دوں گا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی، میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، برا کہتے اور مجھ پر بہتان لگاتے ہیں، اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بد گوئی اور عیب جوئی سے غافل رہتے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ میری اور میرے باپ دادا کی عزت و آبرو عزت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈھال بنی رہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۵ :، ص ۸۹:، ۹۰، ملخصا)

امت کو عشق رسول کا درس:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جہاں خود کو عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ سرشار رکھا وہیں رسول اللہ کی امت کو بھی عشق و عرفان کا جام ہمہ وقت دے دیتے رہیں۔ ایک مقام پر امت سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

اے عزیز ! ایمان رسول ﷺ کی محبت سے مربوط (اور جڑا ہوا) ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط (و موقوف) ہے جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بُو اس کے مشام تک نہ آئی وہ خود فرماتے ہیں:

لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده و ولده و الناس اجمعین۔ تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں، باپ، اولاد اور لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اسلامیات

محبوب بھی کیسا، جانِ ایمان وکانِ احسان جس کے جمالِ جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا کیسا محبوب؛ جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب؛ جس نے اپنے تنِ نازک پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب؛ جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لیے شب وروز گریاں وملول۔

شب کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے۔ موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز۔ ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم، بے گناہ، پاکداماں، عصمت پناہ اپنی راحت وآسائش کو چھوڑ، خواب وآرام سے منہ موڑ، جبینِ نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے، درگذر فرما اور ان کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔

جب وہ جانِ راحت، کانِ رأفت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے بعض روایات میں ہے فرماتے ہیں جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔

قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، مَلکِ قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار، دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذ ہبوا الی غیری۔ کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت بھی محبوب غم گسار کام آئے گا "تقفل شفاعت" اس کے زورِ بازوں سے کھل جائے گا، عمامہ سرِ اقدس سے اتاریں گے اور سربسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔ یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اِس کی کفش بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دنیا وعقبی میں کہیں ٹھکانہ متصور۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ۔)مختصراً (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ص ۴۷:-۷۶ بحوالہ حسام الحرمین ص ۱۸-۲۰)

گستاخ رسول کے متعلق حکم:

امام اہل سنت قدس سرہ اپنی تمام عمر گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھاتے رہیں اور ان کی گستاخی کو نشان زد کر کے توبہ و رجوع کا مطالبہ کرتے رہیں لیکن گستاخی ٹولے نے ایک نہ سنی اور اپنی والی کرتے رہے تب جا کر آپ نے اپنا دندان شکن قلم اٹھایا اور ان کی گستاخی پر حکم شرعی لکھا اور پھر علماے حرمین طیبین سے اس پر مہر تصدیق حاصل کی۔ جو حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین کے نام شائع ہوئی ہے۔ اس کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں جس سے گستاخوں کا حکم شرعی معلوم ہو جائے گا۔

وہ لکھتے ہیں :

فریاد اے مسلمانو ! فریاد اے وہ جو سید المرسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم پر ایمان رکھتے ہو اسے دیکھو یہ جو دعوی کرتا ہے کہ علم و پختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے اور ایمان ومعرفت میں ید طولہ رکھتا ہے اور اپنے دم چھلّوں میں قطب اور غوث زمانہ کہلاتا ہے کیسی منھ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے پر ابلیس کی وسعت علم کا تو ایمان لاتا ہے اور وہ جنہیں اللہ عزوجل نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فضل ان پر عظیم ہے وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور انھوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا۔ اور تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم انہیں حاصل ہوا جیسا کہ ان تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی۔ ان کے حق میں یوں کہتا ہے کہ ان کے وسعتِ علم میں کون سی نص ہے۔ کیا یہ علم ابلیس پر ایمان اور علمِ محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پر کفر نہ ہوا۔ (ص ۸۳ :- ۸۴)

تحفظ ناموس رسالت کے لیے کوششیں:

جہاں تک سوال ہے کہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ نے تحفظ ناموس رسالت کے لیے کیسی کوششیں کی ہیں جو اس پر بس اتنا عرض ہے کہ آپ علیہ الرحمہ کی پوری تصنیفات اور زندگی کا ہر لمحہ ہر آن اسی کوشش کی گواہی دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک مقام پر امام احمد رضا نے اپنے بارے یوں فرمایا ہے۔ میری زندگی کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں، بے ادبوں کا رد و ابطال بھی ہے۔ تا کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے فریب وعیاری میں نہ آئے۔ اور ان سے دین و ایمان بچائے رکھے وہ مجھے جتنی گالیاں دے مجھے منظور ہے لیکن میرے حضور کو برائی سے یاد نہ کریں۔ (ماہنامہ معارف رضا بابت اکتوبر تا دسمبر 2021 ص ۲۶ :- ۲۷)

گستاخ رسول سے امت کیسے بچے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے امتِ مسلمہ کو ہمیشہ گستاخوں، بے ادبوں اور ایمان و ایقان کے لٹیروں سے بچانے کی تدبیریں دیتے رہے ہیں اس کے متعلق آپ کی کئی تصنیفات موجود ہیں اس عنوان کے تحت سب سے سہل اور آسان کتاب تمہید ایمان اور حسام الحرمین ہے۔ ہر مسلمان کو کم از کم ایک مرتبہ ضرور ان دونوں رسائل کو بالاستعیاب پڑھنا چاہیے جس کے مطالعہ سے جہاں ایمان میں تازگی آئے گی وہیں ایمان و ایقان مضبوط اور پختہ بھی ہوں گے۔ امام اہل سنت کی سنہری تدبیر ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

ایھا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنۃ المفتون۔ اے مسلمانو! تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلا اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کر دیا ہے۔ ت)

زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل وعلا وعلیہم الصلوۃ والثناء کی تعظیم قلوبِ مسلمین سے گھٹانے پر ہے، و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) مگر تعجب ان مسلمانانِ اہل سنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف االتفات ہی کیوں کریں۔ ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوبِ بے مثال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرم جوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے۔ قل موتوا بغیظکم إن اللہ علیم بذات الصدور۔ (تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔)

اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلما پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلما کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے۔ درود و محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف و اشاعت انھیں نے کی تمہارے پیارے نبی محمد مصطفی دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر، امداد و بخشش، ہر خشک وتر واسطہ ایصال، ہر خیر و برکت ووسیلہ فیضان، ہر جود و رحمت وشافی وکافی و قاسم نعمت وکاشف کرب و دافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔

فقیر غفرلہٗ نے کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری، ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ والنصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمداللہ ایمان تازہ ہوا اور روے ایقان پر احسان کا غازہ تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک و بدعت تمھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علما گزرے سب کافر تھے۔ (الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء، ص ۴ :- ۵)

امام احمد رضا قدس سرہ کی اس تدبیر کو بار بار پڑھیں امام

نے ہمیں نہایت اچھوتے لب ولہجہ میں بتادیا کہ اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ہم اپنے پیارے رسول کے ذکر جمیل کو خوب گرم جوشی اور دل جمعی سے بکثرت کریں تا کہ گستاخ اپنی موت خود مر جائے۔

تحفظ ناموس رسالت کا درس:

اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظ وصایا شریف میں لکھتے ہیں:

پیارے بھائیو! لاادری مابقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار محفلیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور دوسری خود میری، تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھگا دیں، تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو! دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ کہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچی محبت، ان کی تعظیم، ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو میں پرنے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر بھی عرض کرتا ہوں۔ (وصایا شریف ص ۱۱: — ۱۲)

نیز الملفوظ شریف میں ایک جگہ اس طرح رقم طراز ہیں:

بھڑ کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہو گیا ہے اور اس میں طاقتِ پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول وجل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابل رحم ہیں؟ عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے، خواہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دبّاغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت یعنی مدد کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقۂ مقبولیت قطع یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے بندے کی مقبولیت کا تعلق ختم کر دیتی ہے۔

(الابریز، الباب الاول، ج ۱، ص ۴۵۲)

ہاں ذمی و مستامن کافروں کے لیے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لیے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ج ۱: ص ۱۶۵:)

ان دونوں اقوال امام کو خوب پڑھیں اور سوچیں کہ ہمارے امام نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا کیسے درس دیا ہے میرا یقین کہتا ہے کہ اگر امام اہل سنت قدس سرہ کے ان اقوال پر مسلمان عمل پیرا ہو جائے تو یقین جانیں آج جس طرح گستاخی کا دروازہ دراز ہو رہا ہے وہ ختم ہو گا اور گستاخ گستاخی کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچے گا کہ اگر ہم نے گستاخی کی تو مسلمان ہم سے قطع تعلق بقیہ ص ۲۴ پر

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوال 1 : اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگ جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہتے ہیں یہ نہایت ہی غلط جملہ ہے بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، تو یہ کفر ہے اس لئے کہ اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور وہ جانب و جہت اور مکان سے پاک ہے ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے اوپر والا کہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالی کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالی کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے : "خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے، اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد ۱ : ص ۲ : دار الاشاعت فیض الرسول)

سوال 2 : آدھی آستین یا ہاف کپڑا یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ آدھی آستین کا کرتا یا ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ اگر پوری آستین کا کوئی دوسرا کپڑا موجود ہے تو آدھی آستین کا کرتا یا شرٹ یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے جس سے پوری آستین چھپا سکے تو بلا کراہت جائز ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : "جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے، اور اگر کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج ۱ : ص ۱۹۳ : قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 3 : کیا تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟

جواب: عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ مسئلہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جس غلطی سے فساد معنی لازم آئے خواہ تین آیت سے پہلے ہو یا تین آیت کے بعد دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے : "جس غلطی سے فساد معنی ہو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جس سے معنیٰ فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہوگی دونوں صورتیں تین آیت سے قبل ہوں یا بعد، اس میں فرق نہیں دونوں کا حکم ایک ہے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج ۱ : ص ۱۸۷ : قادری کتاب گھر بریلی)

سوال 4 : کیا جب تک جمعہ کی نماز نہ ہو جائے اس وقت تک عورتیں گھروں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

جواب: بعض جگہ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز ختم نہ ہو جائے تب تک عورتوں کے لئے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ختم ہونے سے پہلے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز بالکل پڑھ سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھیں ایسے ہی پنج وقتہ نمازوں کو بھی مردوں کے نماز کی جماعت سے پہلے پڑھ سکتی ہیں سوائے فجر

اسلامیات

* مضمون نگار دار الافتا فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

کے لیکن بہتر یہی ہے کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں بھی مردوں کی جماعت ہوجانے کے بعد پڑھیں۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :" عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں"۔

(بہار شریعت، ج۱ :، ح۳ :، ص۱۹:، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال5 : کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بلکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے۔

حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں :" آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی" اھ۔

(بہار شریعت: ج۱ :، ح۳ :، ص٦٦ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال6 : دو لوگوں کا مل کر قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دو شخص اس طرح سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں کہ ایک شخص ایک صفحہ دوسرا شخص دوسرا صفحہ پڑھ رہا ہے تو اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ اس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً " حافظی قرآن" تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ جس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم نہیں ہوتی تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنا صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر اس صفحہ میں آیت ختم ہو جاتی ہے تو ٹھیک ورنہ آنے والے دوسرے صفحے پر آیت ختم کرے تا کہ معنی برقرار رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتا جلد۱، صفحہ ۱۷۸، فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال 7 : جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :" اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج٤ :، ص۸۸ :، رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :" اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے"۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱ :، ص۳۱۸ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال8 : کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مرجائے وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مرجائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ" اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں

طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے آگ والا شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے تو شہید ہے" اس طرح کی حاملہ فوت ہوجائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکما شہید ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج۲: ص۴۱۲: ادبی دنیا)

سوال9 : کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ گرم کھانا یا گرم چائے یا کوئی اور گرم چیز کھاتے پیتے ہیں تو پھونک کر کھاتے پیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا درست نہیں اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے : "عن أبی سعید الخدری طبی نقطۂ نظر سے بھی کھانے پینے کی چیزوں میں پھوکنا منع ہے کہ سانس کے ذریعے اندر کے جراثیم باہر آکر توانا ہوجاتے ہیں اور پھر غذا کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

سوال10 : کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلاشبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں۔

الملفوظ میں ہے : "دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے"۔ (الملفوظ، ج۱: ص۹: مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال11 : کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہوجائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغہ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : "عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہوجائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گذرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا"۔ (بہار شریعت: ج۴: ح۱۵: ص۱۱۸: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال12 : کیا عورت جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے جس طرح سے مرد ذبح کرسکتا ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور مرد و عورت اس ذبیحہ کو سبھی لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں وہ لوگ شریعت پر افترا کرتے ہیں ایسے لوگ توبہ کریں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : "مسلمان عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ وہ ذبح کرنا جانتی ہو، اور ٹھیک ذبح کردے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۸ : ص۳۳۲ : رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال13 : بھادوں کے مہینہ میں کشتی وغیرہ بنا کر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

جواب: بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ کے لئے ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات یا جمعہ کو عورتیں پھل وغیرہ لے جا کر تالاب یا ندی کے سامنے فاتحہ دلاتی ہیں اور بعدِ فاتحہ کشتی میں چراغ وحلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم ورواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییعِ مال بھی اصلاً فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت

اورتشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے اس سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں، ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں"۔

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱: ص۲۹۲: فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال14 : کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے ایسے ہی جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے یہ محض لغو خیال ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے :"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے"۔

(فتاویٰ بحر العلوم، ج٤ :ص١٤٥ :،امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

واللہ تعالیٰ اعلم

◆◆◆

ص۲۶ کا بقیہ.....

تنگ تھے، انہی کے درمیان سے سلامتی سے گزرتا ہوا جارہا تھا، جہاں سے گزرتا، اس اسلامی لشکر کا ہر فرد، ہر جنگجو، ہر سپاہی جو تھوڑی دیر پہلے اس کی جان کے دشمن تھے، اب آگے بڑھ بڑھ کر اس سے مصافحہ کررہے تھے، اسے مبارکباد دے رہے تھے، خوش آمدید کہہ رہے تھے"۔

اگلے دن ؛ مکہ شہر کی حد پر جو لوگ کھڑے تھے، ان میں سب سے نمایاں ابوسفیان تھا، مسلمانوں کا لشکر مکہ میں داخل ہو چکا تھا، کسی ایک تلوار، کسی ایک نیزے کی انی، کسی ایک تیر کی نوک پر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا، لشکر اسلام کو ہدایات مل چکی تھیں، کسی کے گھر میں داخل مت ہونا، کسی کی عبادت گاہ کو نقصان مت پہنچانا، کسی کا پیچھا مت کرنا، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اٹھانا، کسی کا مال نہ لوٹنا، بلال حبشی آگے آگے اعلان کرتے جارہے تھے" مکہ والو! رسول خدا ﷺ کی طرف سے آج تم سب کے لئے عام معافی کا اعلان ہے، کسی سے اس کے سابقہ اعمال کی باز پرس نہیں کی جائے گی، جو اسلام قبول کرنا چاہے وہ کرسکتا ہے، جو نہ کرنا چاہے وہ اپنے سابقہ دین پر رہ سکتا ہے۔

سب کو ان کے مذہب کے مطابق عبادت کی کھلی اجازت ہوگی، صرف مسجد الحرام اور اس کی حدود کے اندر بت پرستی کی اجازت نہیں ہوگی، کسی کا ذریعہ معاش چھینا نہیں جائے گا، کسی کو اس کی ارضی و جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا، غیر مسلموں کے جان و مال کی حفاظت مسلمان کریں گے، اے مکہ کے لوگو!"

ہندہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی لشکر اسلام کو گزرتے دیکھ رہی تھی، اس کا دل گواہی نہیں دے رہا تھا کہ" حضرت حمزہ" کا قتل اس کو معاف کردیا جائے گا لیکن ابوسفیان نے تو رات یہی کہا تھا کہ" اسلام قبول کرلو، سب غلطیاں معاف ہوجائیں گی" مکہ فتح ہو چکا تھا، بنا ظلم وتشدد، بنا خون بہائے، بنا تیر وتلوار چلائے، لوگ جوق در جوق اس آفاقی مذہب کو اختیار کرنے اور اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے مسجد حرام کے صحن میں جمع ہو رہے تھے اور تبھی مکہ والوں نے دیکھا" اس ہجوم میں ہندہ بھی شامل تھی"

یہ ہوا کرتا تھا اسلام! یہ تھی اس کی تعلیمات! یہ سکھایا تھا رحمت للعالمین نے۔

◆◆◆

ص۲۰ کا بقیہ.....

ہوں گے وہ بھی ایسے کہ وہ ہمیں کبھی پہنچانتے بھی نہیں ہے۔ یاد رکھیں انسانیت ایک دوسرے کے رحم وکرم سے ہی باقی ہے اور اگر ہم ان سے قطع تعلق کرتے ہیں تو ایک بڑا فرق پڑے گا۔

اللہ کریم امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ان فرمودات عالیہ پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیہ والثناء۔

◆◆◆

از: سوشل میڈیا سے *

اسلام کا دشمن، اسلام کی آغوش میں

مکہ میں ابوسفیان بہت بے چین تھا" آج کچھ ہونے والا ہے" (وہ بڑبڑایا) اس کی نظر آسمان کی طرف بار بار اٹھ رہی تھی، اس کی بیوی" ہند" جس نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا، اس کی پریشانی دیکھ کر اس کے پاس آ گئی تھی" کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟"

" ہوں؟ " ابوسفیان چونکا، کچھ نہیں" طبیعت گھبرا رہی ہے، میں ذرا گھوم کر آتا ہوں" وہ یہ کہہ کر گھر کے بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا، مکہ کی گلیوں میں سے گھومتے گھومتے وہ اس کی حد تک پہنچ گیا تھا، اچانک اس کی نظر شہر سے باہر ایک وسیع میدان پر پڑی، ہزاروں مشعلیں روشن تھیں، لوگوں کی چہل پہل ان کی روشنی میں نظر آ رہی تھی اور بھنبھناہٹ کی آواز تھی، جیسے سینکڑوں لوگ دھیمی آواز میں کچھ پڑھ رہے ہوں

اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا، اس نے فیصلہ کیا کہ وہ قریب جا کر دیکھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں، اتنا تو وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ مکہ کے لوگ تو غافلوں کی نیند سو رہے ہیں اور یہ لشکر یقیناً مکہ پر چڑھائی کے لئے ہی آیا ہے، وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ کون ہیں ؟ وہ آہستہ آہستہ اوٹ لیتا اس لشکر کے کافی قریب پہنچ چکا تھا، کچھ لوگوں کو اس نے پہچان لیا تھا، یہ اس کے اپنے ہی لوگ تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔

اس کا دل ڈوب رہا تھا، وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لشکر مسلمانوں کا ہے اور یقیناً " محمد ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ مکہ آ پہنچے تھے" وہ چھپ کر حالات کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ عقب سے کسی نے اس کی گردن پر تلوار رکھ دی، اس کا اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا، لشکر کے پہرے داروں نے اسے پکڑ لیا تھا اور اب اسے" بارگاہ محمد ﷺ میں لیجا رہے تھے" اس کا ایک ایک قدم کئی کئی من کا ہو چکا تھا، ہر قدم پر اسے اپنے کرتوت یاد آ رہے تھے۔

جنگ بدر، احد، خندق، خیبر سب اس کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھیں، اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے کیسے سرداران مکہ کو اکٹھا کیا تھا" محمد کو قتل کرنے کے لئے" کیسے نجاشی کے دربار میں جا کر تقریر کی تھی کہ" یہ مسلمان ہمارے غلام اور باغی ہیں ان کو ہمیں واپس دو" کیسے اس کی بیوی ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کو اپنے غلام حبشی کے ذریعہ شہید کرا کر ان کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ناک اور کان کاٹ کر گلے میں ہار بنا کر ڈالے تھے اور اب اسے اسی محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔

اسے یقین تھا کہ اس کی روایات کے مطابق اُس جیسے" دہشت گرد" کو فوراً تہہ تیغ کر دیا جائے گا، اُدھر" بارگاہ رحمت للعالمین ﷺ میں اصحاب جمع تھے اور صبح کے اقدامات کے بارے میں مشاورت چل رہی تھی کہ کسی نے آ کر ابوسفیان کی گرفتاری کی خبر دے دی "اللہ اکبر" خیمہ میں نعرہ تکبیر بلند ہوا، ابوسفیان کی گرفتاری ایک بہت بڑی خبر اور کامیابی تھی، خیمہ میں موجود عمر ابن الخطاب اٹھ کر کھڑے ہوئے اور تلوار کو میان سے نکال کر انتہائی جوش کے عالم میں بولے:

"اس بدبخت کو قتل کر دینا چاہئے، شروع سے سارے فساد کی جڑ یہی رہا ہے" چہرۂ مبارک رحمت للعالمین ﷺ پر تبسّم نمودار ہوا، اور دلوں میں اترتی ہوئی آواز سنائی دی" بیٹھ جاؤ عمر! اسے آنے دو" عمر ابن خطاب آنکھوں میں غیض لئے حکم رسول ﷺ کی اطاعت میں بیٹھ تو گئے لیکن ان کے چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ ان کا بس چلتا تو ابوسفیان کے ٹکڑے کر ڈالتے، اتنے

اسلامیات

میں پہرے داروں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، اجازت ملنے پر ابوسفیان کو رحمت للعالمین کے سامنے اس حال میں پیش کیا گیا کہ اس کے ہاتھ اسی کے عمامے سے اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے، چہرے کی رنگت پیلی پڑ چکی تھی اور اس کی آنکھوں میں موت کے سائے لہرا رہے تھے۔

لبہائے رسالت مآب ﷺ وا ہوئے اور اصحاب رسالت نے ایک عجیب جملہ سنا" اس کے ہاتھ کھول دو اور اس کو پانی پلاؤ، بیٹھ جاؤ ابوسفیان" ابوسفیان ہارے ہوئے جواری کی طرح گرنے کے انداز میں خیمہ کے فرش پر بچھے قالین پر بیٹھ گیا، پانی پی کر اس کو کچھ حوصلہ ہوا تو نظر اٹھا کر خیمہ میں موجود لوگوں کی طرف دیکھا، عمر ابن خطاب کی آنکھیں غصّہ سے سرخ تھیں، ابوبکر ابن قحافہ کی آنکھوں میں اس کے لئے افسوس کا تأثر تھا، عثمان بن عفان کے چہرے پر عزیز داری کی ہمدردی اور افسوس کا ملا جلا تأثر تھا، علی ابن ابوطالب کا چہرہ سپاٹ تھا۔

اسی طرح باقی تمام اصحاب کے چہروں کو دیکھتا دیکھتا آخر اس کی نظر محمد ﷺ کے چہرۂ مبارک پر آ کر ٹھہر گئی، جہاں جلالت و رحمت کے خوبصورت امتزاج کے ساتھ کائنات کی خوبصورت ترین مسکراہٹ تھی" کہو ابوسفیان ؟ کیسے آنا ہوا ؟ "ابوسفیان کے گلے میں جیسے آواز ہی نہیں رہی تھی، بہت ہمت کر کے بولا" مم،،، میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں؟"

عمر ابن خطاب ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے" یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ شخص مکّاری کر رہا ہے، جان بچانے کے لئے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، مجھے اجازت دیجئے، میں آج اس دشمن ازلی کا خاتمہ کر ہی دوں" بیٹھ جاؤ عمر" رسالت مآب ﷺ نے نرمی سے پھر فرمایا" بولو ابوسفیان! کیا تم واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟"

''جج'' جی یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ اور آپ کا دین بھی سچّا ہے اور آپ کا خدا بھی سچّا ہے، اس کا وعدہ پورا ہوا، میں جان گیا ہوں کہ صبح مکہ کو فتح ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا" چہرہ رسالت مآب ﷺ پر مسکراہٹ پھیلی،" ٹھیک ہے ابوسفیان! تو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور تمہاری درخواست قبول کرتا ہوں، جاؤ تم آزاد ہو، صبح ہم مکہ میں داخل ہوں گے ان شاء اللہ۔

میں تمہارے گھر کو جہاں آج تک اسلام اور ہمارے خلاف سازشیں ہوتی رہیں، جائے'' امن قرار'' دیتا ہوں، جو تمہارے گھر میں پناہ لے لے گا وہ محفوظ ہے" ابوسفیان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی جا رہی تھیں" اور مکہ والوں سے کہنا! جو بیت اللہ میں داخل ہو گیا، اس کو امان ہے، جو اپنی کسی عبادت گاہ میں چلا گیا، اس کو امان ہے، یہاں تک کہ جو اپنے گھروں میں بیٹھ رہا اس کو امان ہے، جاؤ ابوسفیان! جاؤ اور جا کر صبح ہماری آمد کا انتظار کرو اور کہنا مکہ والوں سے کہ ہماری کوئی تلوار میان سے باہر نہیں ہوگی، ہمارا کوئی تیر ترکش سے باہر نہیں ہوگا، ہمارا کوئی نیزہ کسی کی طرف سیدھا نہیں ہوگا جب تک کہ کوئی ہمارے ساتھ لڑنا نہ چاہے"

ابوسفیان نے حیرت سے محمد ﷺ کی طرف دیکھا اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے بولنا شروع کیا" اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمّدا عبدہٗ و رسولہٗ" سب سے پہلے عمر ابن خطاب آگے بڑھے اور ابوسفیان کو گلے سے لگایا" مرحبا اے ابوسفیان! اب سے تم ہمارے دینی بھائی ہو گئے، تمہاری جان، مال ہمارے اوپر ویسے ہی حرام ہو گیا جیسا کہ ہر مسلمان کا دوسرے پر حرام ہے، تم کو مبارک ہو کہ تمہاری پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی گئیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے پچھلے گناہ معاف فرماؤ"۔

ابوسفیان حیرت سے خطاب کے بیٹے کو دیکھ رہا تھا، یہ وہی تھا کہ چند لمحے پہلے جس کی آنکھوں میں اس کے لئے شدید نفرت اور غصّہ تھا اور جو اس کی جان لینا چاہتا تھا، اب وہی اس کو گلے سے لگا کر بھائی بول رہا تھا؟ یہ کیسا دین ہے؟ یہ کیسے لوگ ہیں؟ سب سے گلے مل کر اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر بوسہ دے کر ابوسفیان خیمہ سے باہر نکل گیا،" وہ دہشت گرد ابوسفیان کہ جس کے شر سے مسلمان آج تک

بقیہ ص ۲۴ / پر

از: مولانا غلام غوث اجملی پورنوی *

قرآن کا چیلنج اب بھی باقی ہے

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم :لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

ترجمہ :اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے (کنزالایمان)

یہ وہ عظیم الشان، پاک و پوتر، بے مثال و بے نظیر کتاب قرآن مقدس ہے جس کی تمثیل دونوں جہان میں کوئی نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کا کلام کہا جاتا ہے، چار مخصوص آسمانی کتابوں میں خاص اس کی فضیلت سب سے بڑی ہے، پوری کائنات میں صرف اور صرف یہی وہ کتاب ہے جس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اپنی ہر خوبی میں بے نظیر و لاجواب ہے اس کے اندر دنیا کی تمام چیزوں کا ذکر ہے، اپنی شان و عظمت خود ہی بیان کرتا ہے یوں گویا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی گنجائش نہیں اس میں)۔

باعتبار نزول بھی منفرد جو ماہ تمام مہینوں میں افضل اس ماہ مبارک میں آنا، جو رات ایک ہزار راتوں سے افضل اس میں نازل ہونا، جو ذات مقدس کائنات عالم میں بے مثال و بے نظیر اس ذات پر نازل ہونا یہ خصوصیات صرف اسی کتاب اللہ کو حاصل ہیں۔ بات اگر نزول کی کروں تو طوالت تحریر کا خوف ہے۔ چوں کہ اصل مقصد اس کے چیلنج کو پیش کرنا ہے۔ آج ہندو بیرون ہند کے اسلام مخالف مذہب و ملک اسی قرآن عظیم کی توہین و تنقیص میں سرگرداں ہے مگر یہ دشمنان اسلام یہ بھول بیٹھے ہیں کہ ان سے پہلے کفار و منافقین نے کیا کیا نہ کیا اور انہیں کیسی کیسی سزائیں ملیں یہ دشمنان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ بھی عیاں ہے کہ بعض بدبختوں نے قرآن کریم کی تحریف و تبدیل کا سوچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے اپنے سے بنایا، اسلام و قرآن کی حقانیت کو چیلنج کیا۔ لیکن یہ چیلنج خاکستر ہو کر رہ گیا مگر قرآن نے ایسا چیلنج دیا کہ دنیا آج تک سکتے میں ہے۔ واہ رے قرآن تیری عظمت و رفعت کو سلام تیرے چیلنجوں پر قربان۔ قرآن نے اپنے مخالفین کو ایک بار نہیں تین تین بار چیلنج کیا اے تحریف قرآن کی باتیں کرنے والو، قرآن کو جھوٹا بتانے والو، قرآن کی توہین کرنے والو، قرآن کو چیلنج کرنے والو، آؤ دیکھو قرآن کا چیلنج؟

پہلا چیلنج: وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (البقرۃ، ۲۳)

ترجمہ: کنزالایمان؛ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ یہاں "اس میں" سے مراد یہی قرآن مقدس ہے اور "اپنے ان خاص بندے" سے مراد خاتم پیغمبراں امام المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پرنور ہے۔ اگر عقل موجود ہے تو دیکھو کتنا بڑا چیلنج ہے ایک سورت ہی لے آؤ اور اتنا ہی بس نہیں اگر اکیلے نہ ہو سکے تو اپنے حمایتیوں کو بھی بلاؤ جو تمہاری مدد کرے مگر آج تک کوئی ایسا پیدا نہ ہو سکا، نہ کسی ماں نے جنم دیا اور نہ یہ کبھی ہو سکتا ہے۔

دوسرا چیلنج: جب کفار مکہ نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے (یعنی قرآن کو) بنالیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جسے

اسلامیات

قرآن نے ایسے فصیح وبلیغ انداز میں پیش کیا کہ :اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّثۡلِہٖ وَ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔ (یونس،۳۸)

ترجمہ : کنزالایمان؛ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ یہاں پر تو اعلان عام ہے تمہیں جو ملے اپنی مدد کے لیے بلالو مگر کسی نے اسے قبول نہ کیا، جس نے قبول کرنے کی کوشش کی وہ خود نیست ونابود ہو گیا۔

تیسرا چیلنج: اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔ (ھود،۱۳)

ترجمہ: کنزالایمان؛ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ جب اہل عرب (کفار مکہ) نے دعویٰ کیا کہ ہم بھی عربی ہیں انہوں (محمد رسول ﷺ) نے اسے (قرآن کو) جی سے بنایا ویسے ہم بھی ہیں تو قرآن نے یہ چیلنج دیا تھا کہ تم بھی عربی ہو فصیح وبلیغ ہو تو کوشش کرو اگر تم سچے ہو اس معاملے میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے: تو لے آؤ اسی کی مثل دس سورتیں۔ قرآن مقدس کے چیلنجوں کو کسی نے قبول نہ کیا اور قرآن جیسا کل تھا ویسا آج ہے اور ایسا ہی قیامت تک رہے گا اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہ آئی ہے نہ کبھی آسکتی ہے اس لیے کہ اس کی حفاظت خود خالق کائنات جل جلالہ کرتا ہے۔

محافظ قرآن خالق زمین وآسمان ارشاد فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر،۹)

ترجمہ : کنزالایمان؛ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اس کی حفاظت سے متعلق مفسر اعظم عالم ہند صدر الافاضل فخر الاماثل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ تحریف وتبدیل وزیادتی وکمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں تمام جن وانس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغییر وتبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے یہ خصوصیات صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہیں۔ دوسری کتابوں کو یہ خصوصیات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طریقے پر ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اس کو معارضہ ومقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

اس تفسیر عظیم میں کوئی شک نہیں اور الحمدللہ رب العلمین مذہب اسلام کے تمام ماننے والوں کا اس میں اتفاق ہے ہم اہل سنت وجماعت کے ماننے والوں کا ازل سے ہی یہ ایمان وعقیدہ رہا ہے کہ قیامت آسکتی ہے، آسمان گر سکتا ہے، زمین پھٹ سکتی ہے مگر قرآن کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں ہوسکتا۔ ع

بدل سکو گے نہ ہرگز تو کیا مٹاؤ گے
کریں گے ہم ہی حفاظت خدا نے فرمایا

اگر ہو سچے تو لے آؤ منکرو جاؤ
ہو کوئی ایسی جو سورت خدا نے فرمایا
(اجملی پورنوی)

کسی شاعر نے بہت ہی اچھوتے انداز میں کہا ہے۔ ع

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

◆◆◆

ص ۳۰ کا بقیہ.....

موجود ہے جسے ہم مسواک کہتے ہیں مسواک چند درخت کی ہوتی ہے: پیلو، پھلاہی، کیکر، کرنج، نیم۔

(ماخوذ از اسلامی نظام طہارت اور جدید سائنس)

◆◆◆

از: مولانا رضوان حسین مرکزی *

مسواک! سائنس کے تناظر میں

موجودہ زمانے میں لوگ مختلف طریقوں سے دانتوں کی صفائی کرتے ہیں جیسے کوئلہ، درختوں کی چھال، ٹوتھ پیسٹ، منجن، راکھ، وغیرہ لیکن ان میں سب سے زیادہ فائدہ مند مسواک ہے جو سنت نبوی ہے یہ بھی یاد رہے کہ ماہرین اطبا کا کہنا ہے کہ بدن کی 80 فیصد بیماریاں پیٹ کی خرابی سے ہوتی ہیں اور پیٹ کی 80 فیصد بیماریاں دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی سے ہوتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا استعمال اکثر کرتے تھے یہاں تک کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے گھر تشریف لاتے تو مسواک کرتے، رات دن میں سونے سے پہلے مسواک کرتے اور جب بیدار ہوتے تو بھی کرتے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز میں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

سائنسٹفک ریسرچ

افریقہ کے ایک شہر کیپ ٹاؤن (captown) کی تحقیق کے مطابق مسواک کے اندر کئی ایسے مادے پائے جاتے ہیں جو دانتوں کے لیے بہت فائدہ مند ہیں جیسے کہ مسواک کے اندر ٹینک ایسڈ (tannicacid) پایا جاتا ہے جو کہ دانتوں کو جراثیم لگنے سے محفوظ رکھتا ہے اور مسواک میں کیلشیم (calcium)، فاسفورس (phosphorus) کافی مقدار میں پایا جاتا ہے جو دانتوں کی صفائی اور مضبوطی میں معاون ہوتا ہے اور سائنس داں کا کہنا ہے کہ درختوں کے اندر کلوروفل کا مادہ پایا جاتا ہے جو اس کی ٹہنیوں اور پتوں کو ہرا بھرا رکھتا ہے اور کلوروفل میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ گندگی اور بدبو کو دور کر دیتا ہے۔

امریکہ کے جدید تحقیق کے مطابق پیلو کی مسواک کے اندر ایسے کئی اجزاء پائے جاتے ہیں جو دانتوں کے مختلف امراض کے لیے طرز علاج رکھتے ہیں۔

اجزاء یہ ہیں (۱) کیلشیم اور فاسفورس Phosphorus calcium (۲) گندھک Sulphur (۳) سوڈیم کلورائیڈ sodium chloride (٤) ٹرائی میتھائل ایمین Trymethylamine (٥) وٹامن – سی vitamin-c (٦) فلورائیڈ Fluoride (۷) سلیکا Silica (۸) رال Resin

(۱) کیلشیم اور فاسفورس = یہ مادہ دانتوں اور ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے معاون ہوتا ہے۔ (۲) گندھک = یہ دانتوں کے جراثیموں کو مارنے کے علاوہ اور دوسری بیماریوں کے لگنے سے بچاتا ہیں۔ (۳) سوڈیم کلورائیڈ = یہ ایک ایسا مادہ ہے کہ اگر آپ غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ اس کا مزہ نمکین سا ہوتا ہے جو کہ منہ کے اندرونی جھلی کے خلیات کے لیے فائدے مند ہے۔ (٤) ٹرائی میتھائل ایمین = یہ مسواک میں ایسا مادہ ہے جو کہ دانتوں میں ہلکے ہوئے غذا کے ذرات کو نکال دیتا ہے اور اسے چپکنے سے بچاتا ہے۔ (٥) وٹامن سی = دانتوں میں جو خون وغیرہ نکلنے کی بیماری ہوتی ہے اس کے لیے وٹامن سی فائدے مند ہوتا ہے اور یہ مسواک میں بکثرت موجود ہوتا ہے۔ (٦) فلورائیڈ = یہ دانتوں کی بوسیدگی دور کرنے کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے اور یہ بھی مسواک میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ (۷) سلیکا = دانتوں کی صفائی اور چمکانے کے لیے سلیکا کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ بھی مسواک میں موجود ہے۔ (۸) رال = مسواک کرتے وقت تلخ رالی نکلتی ہے جو کہ دانتوں کے بہت سارے علاج کے علاوہ اس کے باہری حصے کی بھی حفاظت کا سبب بنتی ہے۔

قابل غور واقعہ! (انگریز ڈاکٹرنئی تحقیق میں پڑ گیا) جناب

اسلامیات

دلبر منصور صاحب بیان کرتے ہیں میرے دانت اور مسوڑے ایسے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے کہ جس کا علاج کر کے وہاں کے ڈاکٹر عاجز آ گئے میں کافی پریشان تھا کہ کسی دوست نے مسواک کا مشورہ دیا تو میں نے دوائی کے ساتھ ساتھ مسواک کا باقاعدہ استعمال شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد میرے دانت مسوڑے تندرست ہو گئے تو میں جب ڈاکٹر کے پاس گیا تو اس نے پوچھا کہ بتائیے دانتوں کا کیا حال ہے میں نے کہا اللہ کے فضل سے 100 فیصد ٹھیک ہوں ڈاکٹر یہ سن کر حیران ہوا اور کہا کون سی دوائی استعمال کی ہے میں نے کہا آپ کی دوائی استعمال کی ہے کہنے لگا ہرگز میری دوائی سے اتنی جلدی افاقہ ممکن ہی نہیں ہے آپ سوچ کر بتائیے کہ آپ نے کیا استعمال کیا ہے میں نے کہا یقین مانیے ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کی دوائی استعمال کی ہے ہاں البتہ کچھ عرصے سے مسواک استعمال کرنے لگا ہوں ڈاکٹر نے کہا مسواک کا استعمال؟ اس کے بعد سے انگریز ڈاکٹر بڑا حیران ہوا اور نئی تحقیق میں پڑ گیا۔

قارئین کرام! اگر آپ کے دانت صحیح نہیں ہیں تو اس کا اثر آپ کی انکھوں کی روشنی میں پڑتا ہے اور کانوں کی سماعت میں بھی پڑتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک قوت حفظ کے لیے فائدے مند ہے اور بلغم کو نکالنے کے لیے بھی اثر انداز ہے۔

اگر آپ کے مسوڑوں میں پیپ بھرا ہے یا کیڑا لگا ہوا ہے تو جب آپ کوئی بھی غذا کھاتے ہیں تو وہ سب سے پہلے ان جراثیم سے آلودہ ہو جاتی ہے پھر پیٹ میں جاتی ہے پھر بعد میں معدے کی بیماری کا سبب بنتی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ (streptococcus) نامی بیکٹیریا جو دل کے والو (valve) پر حملہ کرتے ہیں اور اسے تباہ و برباد کرتے ہیں وہ دانتوں کے گندا ہونے کی وجہ سے ہی منہ میں آتے ہیں جبکہ مسواک کے اندر موجود ٹینک ایسڈ مادہ یہ دانتوں کو کیڑا لگنے کے علاوہ "والو" پر حملہ کرنے والے بیکٹیریا کو ختم کر دیتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اس فرمان عالی شان کی کون اہمیت بتا سکتا ہے کہ مسواک میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی مضبوطی) جب جنگ احد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک متاثر ہوا اور ہونٹ شریف زخمی ہو گیا اور آپ کا چہرہ مبارک اور گال مبارک اور سر بھی متاثر ہوا اگر ایسے زخم کسی عام آدمی کو لگ جائیں تو وہ درد کلفت سے مدہوش ہو کر گر جائے اور شدت درد سے کچھ عرصے تک بخار چڑھ جائے اور کئی دنوں تک بیمار رہے منہ میں ورم وغیرہ ہو جائے لیکن تاریخ گواہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا مستزاد یہ کہ آپ نے جنگ کے فورا بعد اس کی ساری کارکردگی کو ملاحظہ کیا نقصانات کو ملاحظہ کیا شہدائے کرام کو دفن کرنے کے لیے جگہ متعین فرمائی شہدائے کرام کی نماز جنازہ ادا فرمائی مدینے سے آنے والے حضرات کے سوالات کے جوابات دیئے اس کے بعد نارمل آدمی کی طرح گھر واپس آئے اور آپ کے زخموں کو تازے پانی سے دھویا گیا خون بند کرنے کے لیے چٹائی وغیرہ جلا کر اس کی راکھ بھری گئی۔ (مرآۃ المناجیح: ج8 ص105)

جدید تحقیق: انجنیئر ذوالفقار صاحب کا کہنا ہے کہ امریکہ کے ایک سائنس داں نے مجھے یہ نصیحت کی کہ سوتے وقت مسواک کر لیا کرو میں نے کہا کیوں بھائی تو انہوں نے کہا کہ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ انسان کے منہ میں پلازما اکٹھا ہو جاتا ہے جو کہ کھانے پینے اور بولنے ہنسنے کے وقت منہ کے چلنے کی وجہ سے پلازما اپنا کام پورا نہیں کر پاتا ہے مگر جب انسان کا منہ سوتے وقت سکون پاتا ہے تو وہ پلازما اپنا کام پورا کر لیتا ہے اسی لیے سوتے وقت مسواک بہت ضروری ہے۔

قارین کرام: ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے 1400 سال قبل ہی مسواک کرنے کا حکم دیا ہے اور آج سائنس اس کی تحقیق کر کے اس بات کو ثابت کرنے پر مجبور ہیں کہ جو ٹوتھ پیسٹوں میں الگ الگ مادے پائے جاتے ہیں ان ساری چیزوں کا مجموعہ پیلو کی لکڑی میں

بقیہ ص ۲۸ پر

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری *

عہد حاضر کے دینی جلسے
تبلیغ کے ذرائع یا تفریح کا سامان

تبلیغ دین متین، اشاعت سنیت اور رد عقائد باطلہ علمائے اسلام کی ذمہ داری اور ان کے مقاصد کا حصہ ہیں۔ نائبان رسول ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو کار دین نبی اکرم ﷺ نے انجام دئے، اب ان کاموں کو انجام دینے کی ذمہ داری علمائ کے سر ہے۔ علمائے اہل سنت نے برصغیر میں اپنی اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی نبھایا اور آج بھی جو علمائے ربانی ہیں یا حساس دل رکھنے والے علما ہیں وہ محدود حلقے ہی میں سہی مگر دین متین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تبلیغ دین وسنیت اور تحفظ مسلک ومذہب کے جتنے ذرائع ہیں ان میں تقریر وتذکیر، تصنیف وتالیف اور تبلیغ ومناظرہ سب شامل ہیں۔ علمائے اہل سنت کی خدمات پہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی مرحلہ میں بھی اپنے فرض منصبی سے خود کو پیچھے نہیں رکھا ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ سفر دشوار تھا، سہولیات فراہم نہیں تھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، معرکہ سر کرنا ہوتا تھا مگر ایسے عالم میں بھی مشائخ اہل سنت اور خطبائے ملت اسلامیہ نے قرب وجوار سے لے کر دور دراز مقامات تک کا سفر کیا، راہ کی دشواریاں نہیں دیکھیں بلکہ دین کی اشاعت کے جذبہ سے سرشار، ہر مشکل کو سر کرتے ہوئے جگہ جگہ پہنچتے رہے اور اپنا کام انجام دیتے رہے۔ اس سلسلہ میں کئی اسمائے گرامی ہمارے پردۂ ذہن پہ ابھر رہے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وقتوں میں خطابت اور بیعت وارادت کے ذریعہ کار مذہبی انجام دیتے رہے ان میں چند کے نام یہ ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا قدس سرہٗ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ حضور احسن العلما مارہروی قدس سرہٗ حضور سید العلما مارہروی قدس سرہٗ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ، استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں، حضور مفسر اعظم ہند، حضور امین شریعت، حضور صدر العلما، حضور حبیب العلما، حضور تاج الشریعہ، حضور مجاہد ملت و دیگر اجلہ مشائخ عظام علیہم الرحمہ اور خطیب کی حیثیت سے پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، مفتیٔ نان پارہ مفتی رجب علی صاحب و دیگر خطبائے اہل سنت وغیرھم کے نام نامی بہت نمایاں ہیں۔

ان حضرات نے واقعی خطابت کو تبلیغ سنیت کا ذریعہ بنایا۔ ان کا اک خاص انداز تھا، لفظوں میں رکھ رکھاؤ تھا، لہجے میں تاثیر کی خوشبو تھی، جب یہ بولتے تھے تو از دل خیزد بر دل ریزد کا سماں بندھ جاتا تھا، یہی وہ زریں دور تھا اہل سنت کے لئے جب ہر طرف سنیت کی فصلیں لہلہا رہی تھیں اور بدعقیدگی منھ چھپائے پھر رہی تھی۔ پروردگار عالم ان تمام مخلص مبلغین اسلام کی خدمتیں قبول فرمائے اور ان کی لحد پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔

دوسرا ذریعہ تصنیف وتالیف کا ہے اس شعبہ کے ذریعہ بھی ہمارے اکابر علمائے اہل سنت ومشائخ عظام نے اپنا کام بڑے معیاری انداز میں انجام دیا ترجمہ قرآن، تفسیر، تراجم احادیث، درسیات، عقائد، ادب، تاریخ، فقہ، تصوف ہر موضوع پہ کتابیں لکھیں اور خوب لکھیں۔ ان کتابوں میں علم ہے، اخلاص ہے، دلائل وشواہد ہیں۔ جذبہ خدمت سے بھرپور دل والے ان شخصیات نے جو کتابیں قوم کے حوالہ کی ہیں وہ آج تک اصلاح عقائد واعمال اور اشاعت سنیت کے کام آرہی ہیں اور ان شاء اللہ آتی ہی رہیں گی۔

بات تبلیغ دین اور تحفظ مذہب کی کریں تو خلیفہ اعلیٰ حضرت

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سے لے کر دیگر خلفائے امام احمد رضا اور پھر ان کے تلامذہ نے ملک ہی نہیں بیرون ملک جو دین کی اشاعت کی ہے اس کا کوئی جواب برصغیر کے اس عہد میں نہیں ہے۔ ہندوستان میں جب شدھی تحریک چھڑی تھی تو جماعت رضائے مصطفےٰ کے بینر تلے امام احمد رضا اور ان کے خلفاوتلامذہ واحباب نے جو تاریخی خدمتیں انجام دیں اسے بھی تاریخ نے اپنے اندر محفوظ رکھا ہے۔اس کا بھی کوئی جواب کسی بھی فرقہ کے پاس نہیں ہے۔ یہ میرا موضوع نہیں کہ اس کی صراحت اور اس کی تفصیل یہاں پیش کروں مگر اتنی وضاحت سے یہ بات تو سامنے آہی گئی کہ تبلیغ دین کے سلسلہ میں ہمارے اکابر علماومشائخ نے ایک تاریخ رقم کی ہے اور یہ انہیں کی خدمات کی بہاریں ہیں جو آج گلشن اسلام میں ہر سو چمک دمک دکھائی دے رہی ہے۔

یہ ماضی میں ہمارے اکابر کے خدمت دین کی چند جھلکیاں تھیں اب اس تناظر میں آج کے حالات کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا کہ ہمارے یہاں نہ وہ علم ہے نہ عمل، نہ جذبہ ہے نہ شعور، بلکہ ان میں حددرجہ انحطاط ہے۔نام ونمود کی خواہش نے سارے اعمال حسنہ کی جان نکال دی ہے، ہمارے کسی کام میں وہ روحانیت باقی نہیں رہی جو آخرت کی پونجی بن سکے۔خاص طور پر جلسے جلوس کے معاملہ میں ہماری جماعت اور ہمارا سماج جس انحطاط کا شکار ہوا ہے، وہ جماعت کے سنجیدہ افراد کے لئے سوہان روح سے کم نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کنز الکرامت مجدد دین وملت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے جو دس نکاتی پروگرام ہمیں دیا ہے اس میں دیگر باتوں کے ساتھ ایک جلسہ کی بات بھی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

''شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳)

اس سے صاف واضح ہے کہ جلسوں کی اپنی اہمیت ہے، اس کے اثرات ہیں اور ان جلسوں سے اکابر اہل سنت نے دین کی خدمت کی ہے سنیت کو فروغ دیا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کو ہر علاقہ تک پہنچایا ہے، عقائد باطلہ سے لوگوں کو آشنا کیا ہے، مگر افسوس آج وہی جلسہ، اجلاس اور کانفرنس تفریح کا سامان اور ذہنی عیاشی کے ذرائع بنادئے گئے ہیں۔ جلسے کرانے والوں سے لے کر مقررین وشعرا تک ایک ہی طرح کے مرض میں گرفتار ہیں، کسی کے اندر اخلاص نہیں۔سب کسی نہ کسی ذاتی مقصد کے اسیر ہیں اور اس کردار وعمل کا شریعت سے کیا تعلق ہوسکتا ہے ایک عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

عیاں را چہ بیاں

جلسوں کے اجزائے ترکیبی پہ غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ اس میں متعدد اذہان کے حامل افراد کی شمولیت ہوتی ہے اور سالانہ کروڑوں اربوں کے اخراجات ہوجاتے ہیں۔

اخراجات پہ غور کریں تو!

[۱] نقیب جلسہ
[۲] مقررین
[۳] شعرا
[۴] سامعین
[۵] اسٹیج
[۶] مائک
[۷] اور سامعین کے بیٹھنے کا انتظام

یہ سارے اجزا جز ولاینفک ہیں۔اسی سے اس کے خرچ کا بھی اندازہ لگائیے تو واقعی احساس ہوگا کہ ہر جلسہ میں لاکھوں نہیں سالانہ کروڑوں اربوں روپے صرف ہوجاتے ہیں اور اس کا حاصل سوائے ذہنی عیاشی اور تفریح طبع کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ شاید ہی کوئی جلسہ ایسا ہوتا ہو جس میں مقررین مخلص ہوں، شعرا و نعت خواں، حبِّ رسول میں مست ہوں اور سامعین سننے میں رضائے الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہوں۔

وہ اس نیت سے جلسے میں شرکت ہی نہیں کرتے کہ اس

احوال قوم وملت

سے ہمارے علم میں اضافہ ہوگا اور ہم یہاں سے کچھ دین کی باتیں سیکھ کر اٹھیں گے ۔رات رات بھر جاگ کر صبح کی نماز چھوڑ دینا ہر جلسہ کا مزاج ہوگیا ہے۔ اس صورت حال کے سبب یہ سوچنا یقیناً برمحل ہے کہ ایسے جلسوں کا کرنا کرانا شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں؟

جلسوں میں نقیبوں کا ہونا اب لازمی ہوگیا۔ یہ بے چاری وہ قوم ہے جو دوسروں کے لئے جھوٹ بول بول کر اپنے لئے جہنم واجب کرتی ہے ۔مولوی کو علامہ، محلہ کے واعظ کو خطیب الہند، میزان نہیں پڑھا سکنے والوں کو مناظر اعظم ضلع میں بھی نا آشنا کو فاتح امریکہ و یورپ ایسے فراٹے سے بولتے ہیں جیسے یہ ساری خوبیاں ان کی چشم دید ہیں۔ پانچ چھ گھنٹہ کے جلسوں میں تین گھنٹہ ان کے جھوٹ بولنے کے لئے وقف ہونا چاہئے اب مفتیان کرام اس جلسے کے بارے میں کیا کہیں گے جہاں یہ سب گل افشانیاں ہوتی ہوں ضرور معلوم کیا جانا چاہئے۔

مقررین بالعموم علم سے نابلد اور عمل سے کوسوں دور ہوتے ہیں، نماز سے لاتعلقی اور رقم طے کر کے جلسوں میں آنا ان کا پیشہ بن گیا ہے۔تقریر کا انداز ایسا کہ یہی بولیں اور یہی سمجھیں۔ چیخ چیخ کر آسمان سر پہ اٹھالینا تقریباً تمام مقررین کا شیوہ۔سنجیدگی سے بولنے کے بجائے گلا پھاڑ کے چلانا کون سا انداز خطاب ہے ان سے کون پوچھے ۔ان کی تقریروں سے آج تک دین کا کتنا فائدہ ہوا ہے یہ ان سے زیادہ کون بتا سکتا ہے اور سامعین سے بہتر گواہ کون ہوسکتا ہے۔

نعت خوانوں کو لیجئے تو ان میں شعرا کم اور گویے زیادہ ہیں۔گانوں کی طرز میں نعتیں پڑھنا، قوالوں کی نقالی کرنا اور پبلک کو خوش کرنے کے لئے نعتیں پڑھنا بھلا کون سا طریقہ ادب ہے؟ اور آداب نعت سے ان کا کیا تعلق ہے۔ پہلے تقریروں کے درمیان ایک نعت پاک پڑھی جاتی تھی اب تقریروں کی طرح ایک گھنٹہ دو گھنٹہ نعت خوانی ہوتی ہے اور اس میں سامعین کو ایسا چوس لیا جاتا ہے کہ وہ کسی کام رہ ہی نہیں جاتا۔ان گویوں کو نعت پڑھنے سے زیادہ جمنے جمانے کا خیال رہتا ہے اور یہ سامعین کے جیب سے پیسے نکالنے پر سارا زور صرف کر دیتے ہیں۔حقیقت پوچھئے تو یہ نعت خواں سے زیادہ محلّوں میں گاتے ہوئے گھوم گھوم کر بھیک مانگنے والے زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔اب تو عالم یہ ہوگیا ہے کہ جلسوں کا انحصار بھی ان ہی گویوں پر ہوگیا ہے اور یہ منھ مانگی رقم اپنے اکاونٹ میں ڈلوا کر جلسوں میں جاتے ہیں بھلا ان کرتوتوں کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ ان کی نعت خوانی عبادت ہے؟ اور جلسہ کرنا دینی فائدہ کا ضامن ہے۔

سامعین کو لیجیے تو ان کا عالم اور بھی نرالا ہے بلکہ جلسوں کے حوالہ سے ساری بیماری کی جڑ یہ عوام ہی ہیں۔انہیں نہ مسائل سیکھنے سے غرض، نہ دین کی باتوں سے کوئی مطلب اور نا ہی نعت رسول سے کوئی دلچسپی۔ یہ لوگ بھی لذت لطف اور تفریح کے لئے نعتیں سنتے ہیں اگر کوئی سنجیدگی سے نعت پاک پڑھے تو انہیں پسند نہیں آتا۔انہیں وہ گویے چاہئیں جو آواز ترنم اور طرز میں ان کے جی کو خوش کر دے۔انہیں نعت سے نہیں ان کی ٹان اور آواز کے زیر و بم سے پیار ہے اس لئے آڑی ترچھی آوازیں نکلتے ہی واہ واہ کی صدائے دلخراش نکلنی شروع ہوجاتی ہے۔ واضح رہے کہ حقیقی نعت خوانی وہی ہوگی جو دل تک پہنچے، قلب میں حرارت پیدا کر دے اور عشق رسالت ﷺ کے غلبہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آئیں اگر کسی فرد پر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم مجموعی طور پر تو پوری مجلس میں ایک کیفیت پیدا ہوجائے مگر ع

ایں خیال است ومحال است وجنوں

''میں جلسوں کا قائل ہوں مگر اس کے انعقاد کا مقصد ہونا چاہئے۔نعت خوانی عبادت ہے مگر اسے نعت کی طرح پڑھا جانا چاہئے، خطابت سے دین وسنیت کا کام لیا جائے تو ایسی خطابت ہونی چاہئے۔مگر اخلاص بھرے اس کام کے لئے عوام کا ذہن بدلنا ہوگا، انہیں یہ بتانا ہوگا کہ ان کے اس عمل سے انہیں ثواب مل رہا ہے یا نہیں۔ یہ ثواب پانے کی نیت سے جلسوں کے لئے خزانے کا منھ کھول دیتے ہیں مگر محلہ میں کوئی بھوکا سو رہا ہو، اسے ایک وقت کا کھانا نہیں کھلا سکتے۔

بقیہ ص ۱۶/ پر

احوال قوم وملت

از: مولانا خلیل احمد فیضانی *

کیا یہ سب مسلمان تھے؟

احوال عالم

مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا، مسلمان ہمیشہ امن پسند ہوتا ہے، لفظ اسلام خود ہی سلامتی وشانتی کا ضامن ہے، سلامتی کے معانی اسلام وایمان کی گہرائیوں میں پنہاں ہیں، لہٰذا مسلمان کے معنی ہوئے صلح وسلامتی والا، شانتی اور پریم والا، اگر کوئی ایک مسلمان اپنی جہالت سے کسی کا مالی یا جانی نقصان کرتا ہے تو اس کے بدلے میں سارے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا اور انہیں آتنک واد سے جوڑنا بالکل غلط اور ناانصافی کی بات ہے۔

میرا ایک سوال ہے کہ کیا انسانی جانوں کو ہلاک کرنے والے صرف مسلمان ہی ہیں؟ دوسرے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کبھی یہ جرم نہیں کرتے؟ اگر دوسرے اس جرم میں مسلمانوں سے بھی لاکھوں قدم آگے ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر انہیں آتنک واد اور دہشت گردی سے کیوں نہیں جوڑا جاتا... صرف مسلمانوں کو ہی دہشت سے کیوں جوڑا جاتا ہے، یہ ڈبل اسٹینڈرڈ کیوں... آخر یہ دوہرا معیار مسلمانوں کے ساتھ ہی کیوں؟

آج میں اسی کو ثابت کروں گا کہ خدا کی اس پاک دھرتی پر غیر مسلم کمیونٹیز کے فرعون صفت افراد نے کتنی بے گناہ جانوں کا خون بہایا، کس قدر انسانی جانوں کی بے حرمتی کی اور انھیں بڑی بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا۔

1- ہٹلر! کیا آپ جانتے ہیں یہ کون تھا؟ ہٹلر جرمن "عیسائی" تھا، اس نے یہودیوں نیز دوسری کئی قوموں کے بے قصور افراد کو زندہ جلا جلا کر خاکستر کر دیا تھا، دوسری جنگ عظیم بھی اسی کے تکبر ہی کا نتیجہ تھی، انسانیت پر اتنا کچھ اس نے ظلم کیا مگر میڈیا نے کبھی "عیسائیوں" کو دہشت گرد نہیں کہا، کیا وہ مسلمان تھا؟

2- جارج بش! یہ وہ بدطینت شخص تھا کہ جس نے اپنی ظالم فوج کو عراق بھیج کر دس لاکھ سے زائد انسانی جانوں کو موت کے گھاٹ اتارا، ان بے قصور مقتولین میں وہ شیر خوار اور معصوم بچے بھی شامل تھے کہ جن کے منہ سے ابھی تک اپنی ماؤں کے دودھ کی خوش بو بھی نہیں زائل ہوئی تھی، کیا وہ مسلمان تھا؟

3- جوزف اسٹالین! اس نے تقریباً 20 ملین انسانوں کو ہلاک کیا، جن میں سے 14. 5 ملین کو سخت اذیتیں دے کر اور تڑپا تڑپا کر فنا کیا، کیا وہ مسلمان تھا؟

4- ماؤتسنگ (چین)! اس نے 14 سے 20 ملین افراد کی زندگیوں کو تباہ کر دیا اور ان کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے محو کر ڈالا، کیا وہ مسلمان تھا؟

5- اشوک! نے کلنگا کی جنگ میں ایک ہزار لوگوں کو مروا دیا تھا، کیا وہ مسلمان تھا؟

6- بینیٹو مسولینی (اٹلی)! اس نے تقریباً 4000 ہزار لوگوں کا قتل عام کیا، ان کی جائدادیں وغیرہ تباہ کر ڈالیں، کیا وہ مسلمان تھا؟ اور بھی پڑھتے جائیے:

7- پہلی عالمی جنگ عظیم غیر مسلم ممالک کے باہمی رنجشوں کی وجہ سے شروع ہوئی، اس جنگ میں تقریباً 17 ملین اموات ہوئیں، کیا یہ ممالک اور ان ممالک کے حکمراں مسلمان تھے؟

8- دوسری عالمی جنگ عظیم (1939-1945) جس میں 50 سے 55 ملین اموات ہوئیں، کیا یہ جنگ کرنے والے سب مسلمان تھے؟

9- ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کیا گیا جس میں 2000000 لوگ مارے گئے، یہ حملے غیر مسلموں یعنی یو ایس اے نے کیے تھے۔

10- ویتنام کی جنگ میں 5 ملین لوگ مارے گئے، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

11- بوسنیا/کوسوو کی جنگ میں تقریباً 500000 لوگ مارے گئے، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

12- عراق کی جنگ میں اب تک لاکھوں کی تعداد میں نہتے لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں، یہ سب غیر مسلموں نے کیا۔

13- 1975 سے 1979 تک کمبوڈیا میں تقریباً 30 لاکھ لوگ مارے گئے، مارنے والے سب غیر مسلم یہودی عیسائی تھے۔

14- اور آج تک شام، فلسطین اور کچھ وقت پہلے تک افغانستان میں لوگ بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیے جارہے تھے... یہ قاتل کون تھے... سب عیسائی یہودی تھے اور ہیں مگر ان کے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فعل کو کبھی کسی نے آتنک واد یا دہشت گردی سے نہیں جوڑا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی ایک نادان مسلمان کسی کا قتل کردیتا ہے تو سارے مسلمانوں بلکہ مذہب اسلام تک کو آتنک واد سے جوڑ دیا جاتا ہے.... یہ کھلی ناانصافی اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے، اخیر میں اس بات کو گانٹھ باندھ کر رکھ لیں کہ جو حقیقی مسلمان ہوتا ہے، وہ کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا اور جو دہشت گرد ہوتا ہے وہ کبھی حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ قرآنی آیات ''ان اللہ لا یحب المفسدین...ولا تعثوا فی الارض مفسدین'' اس پر شاہد عدل ہیں کہ اسلام کبھی بھی فتنہ اور فساد کی حمایت نہیں کرتا بلکہ اس کی بیخ کنی کرتا ہے۔

◆◆◆

ص ۶ کا بقیہ.....

اب اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایسی سیکڑوں چیزیں ہیں جو زمانۂ نبوت میں نہ تھیں اور اس وقت وہ ہماری ضروریات کا لازمی حصہ ہیں، صحابۂ کرام مٹی وغیرہ کے گھروں میں رہا کرتے تھے، ہم عالیشان محلوں میں رہ رہے ہیں، وہ ایک کپڑے یا چادر سے ستر پوشی کیا کرتے تھے، ہم ایک دن میں کئی کئی سوٹ بدلتے ہیں، وہ چند کھجوروں اور ستّو پر گزارہ کیا کرتے تھے اور ہم انواع واقسام کے گئی گئی مرغن ڈشوں کے مزے اڑاتے ہیں۔

کیا میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض کرنے والوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ تم دس دس سوٹ کیوں سلوا رہے ہو؟ صحابۂ کرام تو ایک ہی کپڑے میں گزار کرتے تھے، تم اونچے اور عالیشان محل کیوں تعمیر کررہے ہو؟ صحابہ نے تو مٹی کے گھروں میں اپنی زندگی گزاری، صحابہ نے تو چند کھجوروں اور ستّو پر گزر اوقات کیا، تم کئی کئی مرغن اور لذیذ ڈشوں کے مزے کیوں اڑاتے ہو؟ صحابہ تو پیدل یا گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے، تم کاروں، بسوں، ٹرینوں اور جہازوں سے سفر کیوں کررہے ہو؟

تم اپنے گھروں میں اے سی، کولر، پنکھا، واشنگ مشین اور فریج استعمال کرتے ہو، کیا یہ چیزیں زمانۂ نبوت میں موجود تھیں؟ یہ بدعت نہیں تو کیا ہیں؟ کبھی تم نے کسی کو یہ چیزیں استعمال کرنے سے روکا؟ ظاہر ہے کہ نہیں روکا اور نہ روکا جاسکتا ہے کیوں کہ یہ چیزیں بندوں پر رب کا انعام ہیں اور نعمتوں کا برتنا بھی منعم کی احسان شناسی کا ایک اہل حصہ ہے، تو جس کے صدقے ہمیں یہ ساری نعمتیں نصیب ہوئیں، اس کا میلاد تو ہمارے لئے بلکہ پوری کائنات کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے، اس عظیم نعمت کا چرچا، اس کا میلاد منانا اور اس کا جلوس نکالنا کیوں کر بدعت ہوسکتا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ اور پیر کے دن کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذریعہ فضلیت بخشی اور نبی کریم ﷺ نے ہر پیر کے دن روزہ رکھ کر اس فضلیت کا اظہار بھی فرمایا، لہٰذا ہم پر بھی لازم ہے کہ جب یہ مبارک مہینہ آئے تو اس کی بڑھ چڑھ کر تعظیم وتکریم کریں جس کا یہ حق دار ہے اور ہمارا یہ عمل نبی کریم ﷺ کے اُس اُسوۂ مبارکہ کی تقلید ہوگی کہ جو آپ خصوصی دنوں میں انجام دیتے تھے، حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے اور ماہِ رمضان میں آپ بہت فیاضی اور دریادلی کا مظاہرہ فرماتے تھے، ہمیں بھی فضیلت کے حامل دیگر ایام کے ساتھ ساتھ ماہ ربیع النور کی بھی تعظیم وتوقیر کرنی چاہئے۔

◆◆◆

احوال عالم

از: میمونہ اسلم*

خواتین پر رحمت عالم کے احسانات

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اس جہان رنگ و بو میں کوئی مخلوق ایسی نہیں جو محسن انسانیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر احسان نہ ہو، ہر ایک کو آپ کی رحمت والفت سے حظ وافر ملا ہے، آپ نے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ہدایت کا رستہ دکھایا، مظلوموں کی دادرسی کی، بے سہاروں کا سہارا بنے، لاچاروں کا چارہ بنے، کائنات جو جور وستم سے بھری ہوئی تھی اسے عدل وانصاف سے بھر دیا، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا، نوجوان ہو یا بوڑھا، ہر ایک کے لیے آپ نے حقوق مقرر فرمائے، پھر خواتین پر آپ کے اس قدر احسانات ہیں کہ اس کا کما حقہ شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں، آپ نے عورت کو پستی و ذلت سے نکال کر عزت کا وہ مقام عطا فرمایا کہ کوئی مہذب سے مہذب معاشرہ اسکی مثال نہیں پیش کرسکتا— آپ کی تشریف آوری سے پہلے کائنات سسک رہی تھی، ہر طرف ظلم وستم، جبر و بربریت کی آندھیاں چل رہی تھیں اور خواتین کے احوال ناگفتہ بہ تھے— یونانی تہذیب ہو یا عرب معاشرہ، یورپ ہو یا افریقہ ہر جگہ عورت ناروا سلوک سے گزر رہی تھی، کوئی اسے انسان تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا، تو کوئی اسے فتنہ کا سبب سمجھتا تھا— کوئی اسکی پیدائش پر ناخوش ہوتا تو کوئی اسے زندہ درگور ہی کر دیتا، کوئی اسکی پرورش کو اپنے لیے بوجھ سمجھتا تو کوئی اسے ویسے باعث عار سمجھتا، کسی کے شوہر کا انتقال ہوجاتا تو اولاد اسے مال سمجھ کر منڈیوں پر لے جا کر اسے فروخت کر دیتیں، جاہلی معاشرہ میں اگر بالفرض شادی بھی کی جاتی تب بھی تکریم کا کوئی پہلو نہیں تھا، نہ اس کی رضا کی کوئی حیثیت تھی، کبھی نکاح بعولہ ہوتا جس میں ایک شخص کئی خواتین کا مالک بن جاتا، کبھی نکاح متعہ ہوتا کبھی زواج بدل جس میں بیویوں کا آپس میں تبادلہ ہوتا تھا، کبھی نکاح شغار وٹہ سٹہ کا نکاح بغیر مہر کے عورت کے بدلے عورت دی جاتی تھی، کبھی بغیر وخطبہ ونکاح کے دوستی کی شادی ہوتی کبھی نکاح البغایا ہوتا، فاحشہ عورتوں سے تعلق وغیرہ۔

الغرض مختلف طرح کے غیر اخلاقی طریقے مروج تھے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تحفظ حقوق نسواں ہوگیا، آپ نے ایسے حقوق عطا فرمائے کہ آج بھی دنیا کی ترقی یافتہ قومیں کہلوانے والے لوگ اسکے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکے، آپ نے جو احسانات فرمائے، ان میں سرفہرست زندہ درگور ہونے سے بچانا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ حرم علیکم عقوق الامہات ومنع وھات ووادـ بے شک اللہ نے تم پر ماؤں میں نافرمانی ان سے مطلوبہ چیزوں سے انکار اور بے جا مطالبہ اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام ٹھہرایا۔ (صحیح بخاری)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں کی محبت عطا کی گء ہے— خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے— جہاں لوگ سمجھتے تھے کہ زندہ جانور کا گوشت کھانے میں اسے شریک کرنا جرم ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے:

''وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَاۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ-
اور کہتے ہیں: ان مویشیوں کے پیٹ میں جو ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مرا ہوا ہو تو پھر سب اس میں شریک ہیں، وہاں اس کی پرورش پر اجر عظیم کا مژدہ سنایا، بیٹی اور بیٹیوں کے درمیان مساوات کا حکم دیا اور خود بیٹیوں کی طرف رغبت بھی

ظاہر فرمائی۔''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد میں تقسیم میں برابری رکھا کرو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو یعنی بیٹیوں کو بیٹوں پر فضیلت دیتا، اس کے علاوہ عورت کو میراث میں بھی وارث بنا دیا کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے بھی اولاد ہو تو آٹھواں نہ ہو چوتھا حصہ پائے گی، اپنے بیٹے کی میراث سے چھٹا حصہ پائے گی۔

اور والد کی میراث سے اگر کئی بھائی بہن ہیں تو بھائی سے نصف پائے گی، تو کئی طرح سے اسے وارث بنایا گیا، جہاں اسے اپنی ذات سے متعلق کوئی حق حاصل نہ تھا وہاں اسے حق رائے دہی عطا فرمایا، جہاں اس پر انسانیت سوز سلوک ہو رہا تھا وہاں اسے بھی اپنے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت بخشی، اسے خود سے بیعت فرمایا، ان کی رعایت کرتے ہوئے نماز میں قرأت کو کم کیا، ان کی گفتگو کو سنا ان کے لیے وعظ کا وقت عطا فرمایا،
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے وعظ کا ایک دن مقرر فرما دیا، اس دن آپ ان سے ملاقات کرتے انہیں نصیحت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے ان کو احکام بتاتے۔ (بخاری کتاب العلم)

جہاں گھر میں اس کی نہیں سنی جاتی تھی وہاں انتظامی ذمہ داریوں پر تقرری فرمائی، جہاں اس کی شادی میں اس سے اجازت نہیں لی جاتی تھی وہاں رشتہ میں مشاورت کا حکم دیا، پسند ناپسند کا اختیار دیا، اس کے لیے اس کی شایان شان مہر کا حکم دیا، اگر شوہر اس پر ظلم کرتا ہے، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اسے خلع کا حق دیا، اسے بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد بھی در بدر ہونے نہیں دیا بلکہ عقد ثانی کی اجازت عطا فرمائی اور اس کی اولاد کو اس کے ساتھ حسن سلوک کا پابند فرمایا، اپنے آخری خطبہ میں بھی اس کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں، خطبہ میں عورتوں کے حقوق پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خبردار تمہارے لیے عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت ہے، کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حق ملکیت نہیں رکھتے، اس کے علاوہ مرد اور عورت کو برابر قانونی تشخص عطا فرمایا، اس کی گواہی کو بھی قبول کیا اور اس پر تہمت لگانے والوں کے لیے حد قذف مقرر فرمائی۔

ان کی تکریم کی خاطر گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت کا حکم ارشاد فرمایا: عورت چاہے جس روپ اور رشتہ میں بھی تھی اس کے لیے عزت کا اعلیٰ معیار قائم کیا، بیٹی ہے تو کھڑے ہو کر استقبال فرمایا اور اسے دوزخ کے سامنے آڑ فرمایا، اس کی پرورش پر بہترین اجر کی بشارت عطا فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو۔ لا تکرھوا البنات فانھن المونسات الغالیات۔ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کیا کرو بے شک وہ والدین کی غمخوار اور لائق احترام ہوتی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

بیٹیوں پر آپ کے احسانات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، ان کی اخلاقی تربیت کی، پھر انکی شادی کی، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا، تو اس کے لیے جنت ہے۔
(احمد بن حنبل مسند/9/97)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بیٹی پر شفقت، بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثال: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے چال ڈھال شکل وشبہات سلیقہ عادت اور گفتگو کے انداز میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے، انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ کے دست اقدس

نسوانیات

کو پکڑ بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھالیتیں۔ (ابوداؤد، السنن کتاب الادب)

بیویوں کے بارے میں تاکید

زوجہ ہے تو اسکے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اس کے منہ میں لقمہ ڈالنے کو صدقہ قرار دیا، حضور اپنی ازواج کی دلجوئی فرماتے، کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے شانہ اقدس پر ٹھوڑی مبارک رکھ کر کھیل دیکھا، کبھی حضور نے ان کے ساتھ دوڑ لگائی، کبھی ازواج کے ساتھ گھر کے کاموں میں شریک ہوئے، کبھی ان سے رازدارانہ گفتگو کی، کبھی ان سے مشورے کر کے انکی عزتوں میں اضافہ فرمایا، کبھی سفر کے جانے کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ (صحیح بخاری)

ماں پر احسان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے پوچھا من احق بحسن صحابتی ؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ حضور نے فرمایا: تیری ماں اس نے پھر پوچھ! یارسول اللہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا: امک تمہاری ماں، اس نے یہی بات تیسری مرتبہ دہرائی تو حضور نے تینوں مرتبہ ماں کا نام ہی لیا، اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ثم ابوك پھر تمہارا باپ۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب باب من احق بحسن صحابتی)

حضرت مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا : ان اللہ یوصیکم بامھاتکم اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

غیر مسلم عورتوں پر احسان مصطفیٰ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی غزوہ میں ایک مقتول عورت پائی گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمادی۔ (صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر)

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مشرکین کی عورتوں اور خدمت گاروں کو مت قتل کرنا۔

لونڈیوں اور کنیزوں پر احسان مصطفیٰ

مدینہ طیبہ کی بے سہارا عورتوں میں سے اگر کوئی لونڈی اپنے کسی کام کے سلسلہ میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہیں لے جانا چاہتی تو لے جاتی آپ اس پر شفقت فرماتے اور اس کے کام کاج میں اس کا سہارا بنتے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب)

پس ثابت ہوا کل مخلوقات پر احسانات کی طرح مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کی جملہ خواتین پر بھی اتنے احسانات ہیں کہ جن کا شمار نہیں اور آپ کا سحاب کرم ہر ایک پر اتنا برسا کہ اس نے اپنا ہی دامن تنگ پایا ہے۔

◆◆◆

ص ۴۸ کا بقیہ.....

رات نہیں جس کی صبح نہ ہو اور ایسی کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو۔ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

◆◆◆

ص ۵۳ کا بقیہ.....

یہ جحیم و برق و طوفاں ترے قہر کا نمونہ
تو غضب پہ گر جو آئے تو ہلاک پھر جہاں ہے

ترے نام کے ترانے سبھی گنگنا رہے ہیں
تری عظمتوں کا مظہر، یہ نماز، یہ اذاں ہے

کہاں جائے تیرا اشرفؔ ترے در سے اے خداوند
ترے آستاں کے جیسا نہیں کوئی آستاں ہے

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تا کہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

موجودہ فتنۂ ارتداد!
اسباب اور سدباب کے چند موثر طریقے

ء

از: مفتی صابر القادری فیضی*

اسلام میں مرتدوہ شخص کہلاتا ہے جواسلام کے کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو،یعنی زبان سے کوئی کلمۂ کفر کہے،جس میں تاویل صحیح کی کوئی گنجائش نہ ہو، یوں ہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن کے کرنے سے آدمی کا فرہوجاتا ہے،مثلاً بت کوسجدہ کرنا،قرآن مقدس کونجاست کی جگہ پھینک دینا یا کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرلےتواسے شریعت کی اصطلاح میں''مرتد'' کہاجاتا ہے ،مرتد کے انجام اور اس کی سزائے ابدی کے تعلق سے رب تبارک وتعالیٰ کاارشادگرامی ہے:

''تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہوجائے اوراسی حالت میں مرجائے تواس کے تمام اعمال دنیاوآخرت میں رائیگاں ہیں اوروہ لوگ جہنمی ہیں،اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یعنی جوشخص اسلام سے پھر کر کفر کواختیار کرے اورحالت کفر میں ہی مرجائے تواس کے تمام اعمال جو کہ بھلائی کے ہیں دنیاوآخرت دونوں جگہوں میں سب برباد ہوجائیں کچھ قابل قبول نہ ہوں گےاورمرنے کے بعدآخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا،جس میں انھیں ہمیشہ ہمیش رہنا ہوگا،اس سے ان کوخلاصی نہیں۔

فتنہ ارتداد سے بچنے کا قرآنی نسخہ یہ بھی ہے، اگر چہ آج کے ماڈرن لوگوں کو پسند نہیں،اگراس پرعمل کیا گیا ہوتا تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے کہ مومنین کے لئے جائزنہیں کہ مؤمنین کوچھوڑ کر کافروں سے دوستی کریں، کیونکہ ان کی دوستی خطرناک ثابت ہورہی ہے،جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے، جوشخص مرتدہوجائے اس کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں ، اسی طرح جوشخص ارتداد سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کرلے تو حالت ارتداد کے جتنے گناہ ہیں وہ بھی ختم ہوجاتے ہیں۔

علمانے ارتداد کےاسباب وعلل اورحل کے جوطریقے تحریر فرمائے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں اور اسی پرعمل کرنے کا عزم مصمم کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ارتداد کی آندھی میں ہماری نسلیں بھی تباہ وبرباد ہوجائیں،الامان والحفیظ۔

ارتداد کے اسباب وعلل

(۱) کم علمی اور جہالت ،دین کا صحیح علم نہ ہونا (۲) دین سے دوری ،باصلاحیت اور بااثرعلماومشائخ سے بالکل رابطہ نہ رکھنا(۳) گھروں میں دینی ماحول کا نہ ہونا(۴) غیرمسلموں کے رسم ورواج،طورطریقے اوران کی تہذیب وتمدن کا تیزی سے مسلم معاشرے میں آنا(۵) بلاجھجک غیرمسلموں سے اختلاط، ان سے غیرضروری تعلق،ان کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کرنا،ان کا بلاروک ٹوک گھروں میں آناجانا،ارتدادکا یہ وہ اہم سبب ہے جوآگے چل کراس کی بنیادثابت ہوتا ہے(۶) گھروں میں ٹی وی ویڈیو اور موبائل کا تیزی سے رواج پانا،مختلف قسم کے عریانیت وفواحش کے مناظر دیکھنا(۷) بھائی چارہ کے نام پرغیرمسلموں کی طرح کفریہ اورشرکیہ افعال واقوال کوانجام دینا اوراس طرح بہت سی باتوں کاہمارے درمیان رواج پانا قوم کے لئے زہرقاتل ہے۔

فتنہ ارتداد کے حل کے چند طریقے

(۱)والدین گھر میں دینی ماحول بنائیں ،آزادخیالی اورغیروں کےطورطریقوں سےگھر کوبالکل پاک رکھیں(۲) اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا عمدہ انتظام کریں (۳) والدین ٹی وی ویڈیواورموبائل پرخودبھی کوئی فلم،ڈرامہ،سیریل نہ دیکھیں اورنہ بچوں کودیکھنے دیں،کیونکہ فلموں اورڈراموں سے

ہمارے گھروں میں فحاشی اور عریانیت داخل ہوتی ہے، فلموں اور ڈراموں میں معبودان باطلہ کی پرستش دکھائی جاتی ہے، ڈراموں میں مصیبت زدہ فرد معبودان باطلہ سے مانگتا ہے اور اس کا کام ہوجاتا ہے، جس سے بچے لاشعوری طور پر متأثر ہوتے ہیں۔

لہٰذا بچوں کو ان شرکیہ کاموں کے دیکھنے سے روکیں (۴) روزانہ گھر کے تمام افراد جمع ہو کر کم از کم پندرہ منٹ دینی باتیں کریں، درود شریف کی محفل سجائیں، ہو سکے تو دس منٹ آن لائن یا آف لائن دینی درس سننے کا اہتمام کریں، تھوڑی مدت میں دینی ماحول بن جائے گا ان شاء اللہ (۵) کفار ومشرکین کی بری باتوں سے ان کو آگاہ کریں، معبودان باطلہ سے خود بھی دور ونفور رہیں اپنے بچوں کو بھی، کفار کے تیوہار اور رسومات سے سخت اجتناب کریں (۶) علمائے کرام ومشائخ عظام سے اچھے تعلقات رکھیں اور بچوں کو بھی ان کی صحبت میں رہنے اور ان سے تعلقات رکھنے کی تلقین کریں (۷) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پیدا کیجئے، اسلام کی نشر واشاعت میں جن مجاہدین نے مصائب وآلام برداشت کئے اپنے تمام بچوں کو ان کی تاریخ بتائیں، جن مستورات نے بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کی اور اس کے لئے قربانیاں دیں ان کی بھی تاریخ سے آگاہ کیجئے، ایمان پر ثابت قدم رہنے والے مجاہدین کی سیرت بھی بتائیں، کفر وارتداد پر عذاب کی وعیدیں سنائیں (۸) بلوغت کے بعد جلد از جلد نکاح کا اہتمام کریں، پڑھائی کا بہانہ بنا کر شادی میں ہرگز تاخیر نہ کریں (۹) شادی سے پہلے بچوں کو اولاً تو موبائل نہ دیں اور اگر دیں بھی تو برابر اسے چیک کرتے رہیں، ساتھ ہی بچے بچیوں کے فرینڈس سرکل کے بارے میں مکمل معلومات رکھیں، اگر کوئی بھی قابل اعتراض بات نظر آئے تو فوراً تنبیہ کریں (۱۰) مائیں اپنی بچیوں کے ساتھ دوستانہ ماحول بنائیں اور ان کے روزمرہ کے حالات جاننے کی کوشش کریں، اگر ان میں کوئی بھی قابل گرفت بات نظر آئے تو نرم انداز میں محبت وشفقت کے ساتھ سمجھائیں (۱۱) گھر کے ذمہ دار افراد جیسے باپ، بھائی بچیوں کو اسکول لانے لے جانے کا کام کریں اور ٹیچرس سے بھی ان پر نظر رکھنے کو کہتے رہیں، لڑکوں سے ہرگز دوستی نہ کرنے دیں (۱۲) بچوں کی خالص دینی تربیت کریں، اگر آج آپ اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیں گے تو کل یہی بچے آپ کی عزت کو خاک میں ملا کر آپ کی ذلت ورسوائی کا سامان پیدا کریں گے (۱۳) قوم کے اہل ثروت اور اہل خیر حضرات بھی اپنی قومی وملی ذمہ داری کا ثبوت دیں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بڑے بڑے اسکول اور کالجز کھولیں جہاں پر دینی وعصری تعلیم کے ساتھ ساتھ بہترین اسلامی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے (۱۴) بیواؤں کے لئے بھی مناسب رشتے کا انتظام کیا جائے، شادیوں کو آسان بنائیں اور ہو سکے تو اجتماعی شادیوں کا انتظام ہو، تاکہ بچیوں کی شادی میں دشواری اور تاخیر نہ ہو، جہیز کی لعنت کو ختم کریں (۱۵) بگڑتے ہوئے رشتوں کو بنانے کی کوشش کریں تاکہ جلد از جلد گھر آباد ہو سکے، ارتداد روکنے والے سماجی اور اصلاحی کارکنوں کے مشوروں پہ بھی عمل کریں۔

لڑکیوں کی دینی تربیت وقت کی اہم ضرورت

ارشاد ربانی ہے:

''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا-'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۹)

اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (کنز الایمان)

یعنی عورتیں اور لڑکیاں اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں اور جب کسی حاجت کے لئے ان کو نکلنا ہو کہ یہ حرہ (آزاد) ہیں اور منافقین ان کے درپہ نہ ہوں، منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے، اس سے حرہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع

ممتاز کردیں۔ (خزائن العرفان)

پچھلے چند مہینوں سے مسلم لڑکیوں کے ارتداد کا مسئلہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر موضوع بحث بنا ہوا ہے، مختلف قسم کی ویڈیوز کے ذریعہ اس بات کا تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ مسلم لڑکیاں دین سے بیزار ہو چکی ہیں اور انہیں اپنے ہی سماج سے نفرت و بیزاری ہے، اس سلسلے میں سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرنے کے بجائے سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کے واقعات میں کتنی سچائی اور کتنا مبالغہ ہے؟ اس حوالے سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں حقیقت کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے، ایسی باتوں کا چونکہ مخاطب پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے بے تحقیق بات کہہ دی جاتی ہے اور پھر اس بات کو بغیر تحقیق و تجربہ کے آگے نقل کیا جاتا ہے، جو تقریر و تحریر میں نمک مرچ کا کام کرتی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو جس پیمانے پر یعنی لاکھوں کی تعداد میں مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کی بات کہی جا رہی ہے، یہ بالکل قابل فہم نہیں ہے۔ ایک تو غیر مسلموں کے یہاں شادی بیاہ کے معاملہ میں ذات پات کا اتنا گہرا تصور ہے کہ اونچی ذات والے نیچی ذات کی لڑکی کو اور برہمن و راجپوت، دلت طبقہ کی لڑکیوں کو کسی طور پر گوارا نہیں کرتے، کیا عمومی طور پر یہ سماج مسلمان لڑکیوں کو بطور منکوحہ گوارا کر سکتا ہے؟

دوسری بات یہ کہ مسلمانوں میں جو غریب مفلس طبقہ ہے وہی لالچ میں مبتلا ہو کر غیر مسلم لڑکوں کے دام فریب میں آجاتا ہے اور لڑکیاں ان کا شکار ہو جاتی ہیں، یہ طبقہ عام طور پر زیادہ جہیز نہیں دے سکتا، اسی مجبوری کی وجہ سے ان کی شادی میں دیر ہوتی ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے وہ شکار کر لی جاتی ہیں، ہندو سماج میں جہیز کے لین دین کی رسم بہت گہری ہے، ایک حد تک ان کا مذہب بھی اسے قبول کرتا ہے اور اس کو برا نہیں سمجھا جاتا اور یہ بات قانون میراث سے بھی جڑی ہوئی ہے ہندو مذہب میں چوں کہ عورتوں کو حق میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا اور اگرچہ قانونی طور پر ۱۹۵۰ء کے بعد ان کو ترکہ میں حق دیا گیا ہے، لیکن قدیم مذہبی روایت کی وجہ سے اس پر بہت کم عمل ہو پاتا ہے، خاص کر زرعی آراضی اور کاروبار میں تو ان کا کوئی حق ہی نہیں سمجھا جاتا ہے، اس لئے داماد اپنا حق سمجھتا ہے کہ سسرال والے اس کو ایک خطیر جہیز دیں، مسلمانوں میں اگرچہ برادران وطن سے متأثر ہو کر جہیز اور تلک کا رواج پڑ گیا ہے، مگر ہر دین دار اور باشعور مسلمان اس کو برا ہی سمجھتا ہے، اس لئے لین دین کی بات کو خفیہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، بہت سے مسلمان اس رسم بد سے بچتے ہیں، دینی جماعتوں اور تحریکوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان اسے ننگ سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ جو حضرات محتاط ہیں وہ تو ان تقریبات میں شریک بھی نہیں ہوتے، جن میں لین دین کے ساتھ شادی ہوتی ہے، ہزاروں جلسے اس برائی کی مذمت کے لئے منعقد ہوتے ہیں اور عوام و خواص ایسی حرکتیں کرنے والوں پر لعن وطعن کرتے ہیں۔

لہٰذا اس برائی میں مسلمان اور غیر مسلم ایک درجہ میں نہیں ہیں، اس پس منظر میں دیکھئے تو غیر مسلم لڑکوں کو مسلمان لڑکیوں سے شادی رچانے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ ایسا تو ہو سکتا ہے کہ ہندوتوا کی آگ میں سلگ کر اکا دکا ہندو نوجوان مسلمان لڑکی سے اپنا رشتہ استوار کر لے اور ایسا ہوتا ہے کہ اسکول یا جائے ملازمت کی دوستی شادی میں تبدیل ہو جائے، لیکن عمومی طور پر غیر مسلم لڑکے مسلمان لڑکیوں کو اپنانے لگیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

نیز لاکھوں مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کی جو بات کہی جا رہی ہے، گرد و پیش کا ماحول بھی اس کی تصدیق نہیں کرتا ہے، اپنے اپنے خاندان میں دور تک دیکھئے، اپنے محلہ کا جائزہ لیجئے، اپنے گاؤں پر نظر ڈالئے، شاید ہی کوئی اس طرح کا واقعہ ملے، بڑی بڑی آبادیوں اور شہروں میں ایک دو واقعات ملتے ہیں، اگر کسی بڑے شہر میں کسی مہینے دس واقعات پیش آئیں تو سال میں ایک سو بیس واقعات ہوئے، لاکھوں کی آبادی میں اتنے واقعات کا پیش آنا بھی اگرچہ بہت شاذ ہے،

احوال وطن

اس کو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد قرار دینا حد درجہ مبالغہ کی بات ہے، ہاں یہ درست ہے کہ اس طرح کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، شومی قسمت کہ ہمارے یہاں غیر مخلوط نظام تعلیم کے ادارے ناکے برابر ہیں، مخلوط تعلیمی نظام کا غلبہ ہے اور پھر خواتین میں ملازمت کا رجحان زیادہ ہے اور غیر ملکی کمپنیوں کے آنے کی وجہ سے اس کے مواقع بھی بڑھے ہیں، اس لئے ایسے واقعات میں دونوں طرف سے اضافہ ہوا ہے، مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ جانے کے بھی اور غیر مسلم لڑکیوں کے مسلم لڑکوں کی طرف آنے کے بھی! یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں ''لو جہاد'' کے خلاف نعرے لگ رہے ہیں اور پورے ملک میں اس کے لئے تحریک چلائی جارہی ہے، اس لئے اس کو بالکل یک طرفہ انداز سے پیش کرنا مناسب عمل نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ:

□ جو لڑکیاں عصری تعلیمی اداروں میں پڑھ رہی ہیں ان کی دینی تعلیم وتربیت اور ذہن سازی کی بھرپور کوشش کی جائے، کسی عالمہ سے تعلق قائم کرایا جائے۔ □ ٹیوشن کلاس کے نام پر اجنبی لڑکوں سے اختلاط کا موقع نہ دیا جائے، کالج لانے لے جانے کی خود ذمہ داری لی جائے۔ □ اسمارٹ فون اور موٹر سائیکل خرید کر نہ دی جائے، یہ دونوں چیزیں بے حیائی کے دروازے کھولنے والی ہیں۔ □ موبائیل ریچارج یا فوٹو کاپی کے لئے غیر مسلموں کی دکان پر بھیجنے میں احتیاط کی جائے، اسی طرح کالج کے اندر یا اس سے قریب غیر مسلموں کی کینٹین سے بچنے کی ہدایت دی جائے۔ □ غیر مسلم لڑکیوں کی دوستی سے بھی روکا جائے، کہ آئندہ یہ دوستی بھی کسی خسران کا باعث نہ بن جائے۔ □ لڑکیوں کے مسائل اور ان کو پیش آنے والی پریشانیوں پر توجہ دیجائے، یاد رکھیں! گھر میں توجہ کی کمی باہر کا راستہ دکھاتی ہے۔ □ مخلوط تعلیم ہی کی وجہ سے بے حیائی عام ہورہی ہے اور حیا، جسے عورت کا زیور کہا گیا ہے ناپید ہوتی جارہی ہے۔

موجودہ وقت میں جس قدر بھی ارتداد کے واقعات پیش آرہے ہیں ان کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سب سے بڑی اور بنیادی وجہ دینی تعلیم وتربیت سے دوری اور اسلامی طور و طریقے سے عاری زندگی ہے، دینی تعلیم وتربیت کے فقدان سے انسان بے راہ روی کا شکار ہوجاتا ہے، دینی تعلیم سے دوری دنیا وآخرت کی تباہی و بربادی کا سبب ہے، آج کل دینی تعلیم سے دوری عام وبا بن گئی ہے، آج کے والدین اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے میں عار محسوس کرتے ہیں اور اگر کوئی توجہ کرتا بھی ہے تو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا، ارتداد کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔

مخلوط تعلیم نے جس قدر معاشرے میں تباہی وبربادی پھیلائی ہے اس کی مثال اس سے پہلے نظر نہیں آتی، معاشرے میں برائیوں کی کثرت اسی مخلوط تعلیم کی دین ہے، مخلوط تعلیم کی وجہ سے بے حیائی عام ہورہی ہے اور حیا جسے عورت کا زیور کہا گیا ہے ناپید ہوتی جارہی ہے، فلمیں، ڈرامے سیریز نے سماج میں جس قدر گندگی پھیلائی ہے وہ کسی صاحب بصیرت سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ایسے ایسے روح فرسا مناظر، دل سوز واقعات پیش کئے جاتے ہیں جن میں میٹھا زہر ہوتا ہے، جو قوم اور معاشرے کے لئے ناسور کا کام کرتا ہے اور ان میں اکثریت مذہب کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو ہی جیت بنایا جاتا ہے، وہی ساری چیزیں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کرنا چاہ رہے ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے، ارتداد کے ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے ایک خاص مشن اور پرزور مہم کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو اور بطور خاص دختران ملت کو دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے، زندگی میں دین و ایمان کی اہمیت کیا ہے؟ اس سے واقف کرایا جائے، خدا ورسول سے تعلق قائم کرائے، جو اس وقت معاشرے کی تباہی کو روکنے کے لئے ضروری ہے، اپنی بچیوں کو حتی الامکان مخلوط تعلیم سے دور رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ مخلوط تعلیم نے دختران ملت کو بے حیائی کی عمیق کھائی میں ڈال دیا ہے، مردوں سے تعلق نے ان کو کج روی کا شکار بنا دیا ہے، غیروں سے ناجائز تعلقات نے ان سے

دین وایمان جیسی اہم اور قیمتی چیزیں چھین لی ہیں ،اس لئے ضرورت ہے کہ مخلوط تعلیم سے بچیوں کو دور رکھا جائے اور دینی تعلیم سے ان کو روشناس کرایا جائے ،ان کی تربیت اسلامی ماحول میں کی جائے اور بہ طور خاص ان پر کڑی نظر رکھی جائے ،ان کی کسی بھی حرکت کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ کسی حکیم نے کہا ہے''اپنی اولاد کو لقمے سونے کے کھلاؤ مگر ان پر نگاہ شیر کی رکھو۔

یوپی اور دیگر صوبہ جات میں فتنۂ ارتداد چور دروازے سے داخل ہو چکا ہے، ہمیں سر جوڑ کر اس فتنے کے سد باب کے لئے کوئی مؤثر لائحۂ عمل مرتب کرنا ہوگا، ہر گلی، ہر محلہ اور ہر علاقے کے سر کردہ افراد مسلم لڑکے اور لڑکیوں پر نظر رکھیں، اجنبی شخص کو اپنے علاقے میں دیکھیں تو اس کی تحقیق کریں، اب ڈرنے کا وقت نہیں ہے، اپنی نئی نسل کے ایمان وآخرت کو محفوظ کرنے کا وقت ہے ، مؤمن کی عزت کی پاسداری کا وقت ہے، اب ہر ایک مسلمان دین کا سپاہی بن کر میدان عمل میں اترے اور مذہب وملت کی تعمیر اور نسل نو کے ایمان واسلام کی حفاظت میں لگ جائے ،تبھی کامیاب وکامرانی ممکن ہے ورنہ زعفرانی غنڈوں کی یہودیت سب کچھ تباہ وبرباد کردے گی۔

خلاصۂ کلام: آج دینی تعلیم کی ضرورت جتنی مردوں کو ہے، اس سے کہیں زیادہ عورتوں کو ہے، عورت کا قلب اگر دینی تعلیمات سے منور ہو، تو اس چراغ سے کئی چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور وہ دیندار بیوی ثابت ہوسکتی ہے، وہ ہر دلعزیز بہو بن سکتی ہے اور نیک اور شفیق ساس ہوسکتی ہے، وہ اپنے بچوں کی معلم اوّل ہوسکتی ہے، وہ خاندانی نظام کو مربوط رکھ سکتی ہے، معاشی تنگی کو خوش حالی سے بدل کر معاشی نظام مضبوط کرسکتی ہے، وہ شوہر کے مرجھائے اور افسردہ چہرے پر گل افشانی کرسکتی ہے، میخانے کو مسجد اور بت خانے کو عبادت خانہ بنا سکتی ہے، اولاد کو جذبۂ جہاد سے سرشار کرسکتی ہے، الغرض دینی تعلیم یافتہ عورت وہ سب کچھ بہت آسانی سے کرسکتی ہے جو اسلام چاہتا ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوجائے تو منفی نتیجہ کیسا خوفناک ہوگا، اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

دینی تعلیم سے غفلت عورت کو شیطان بنا دیتا ہے، اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً بیس کروڑ بتائی جاتی ہے، اس کی نصف آبادی عورتوں پر مشتمل ہے، ان میں صرف ایک فیصد عورتیں تعلیم یافتہ ہیں، جو مسلم قوم کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے پھر ہندوستان کی ایک فیصد مسلم تعلیم یافتہ خواتین میں سے بھی اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو صرف عصری علوم وفنون سے واقفیت رکھتی ہیں اور وہ خواتین جو دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں، ان کی تعداد انگلیوں پر شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

اسلامی عقائد توحید، رسالت، آخرت وغیرہ پر کامل یقین، عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی مکمل تفصیل دینی مبادیات اور خواتین سے متعلق مسائل کا علم، اسلامی نظام نکاح، طلاق، خلع، ایلا، لعان مہر وغیرہ کا گہرا شعور نظام وراثت کا صحیح فہم ہر مسلمان عورت کی بنیادی ضرورت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ہمارے اور ہماری نسل نو کے ایمان و اسلام کی حفاظت فرمائے ،آمین۔

◆◆◆

ص ۵۱ کا بقیہ.....

ہے) جبکہ اس کے رخساروں میں نوجوانی کا شعلہ دمک اٹھتا ہے۔(یعنی ابتدائے بلوغ میں)

(۲) میں دیکھتا ہوں کہ آدمی ،لائق رشک زندگانی کا (زندگی بھر) آرزومند رہتا ہے جبکہ وہ (دیکھتا ہے کہ) کھیتی کا پودا سر سبز وشاداب ہونے (پروان چڑھنے) کے بعد (آخر ایک وقت اس پر ایسا آتا ہے کہ) پیلا پڑ جاتا، مرجھا کر بے رونق ہو جاتا ہے۔(یعنی آدمی دنیا کی ناپائیداری سے سبق نہیں لیتا ہے)

(۳) بُرے یار دوست سے پہلو بچائے رکھ اور اس کی ملاقات سے، میل جول سے چوکنارہ، پرہیز کر اور اگر اس سے پوری طرح بچا رہنا تیری دسترس سے باہر ہو (یعنی مکمل ترک تعلق تیرے بس کی بات نہ ہو) تو (کم از کم) چالاکی سے اور عقل وتدبر سے کام لے (مدارت سے پیش آ) .....جاری■◄

احوال وطن

تیسری قسط

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ سالہ دردناک سفر

یہ مضمون رقم کرتے ہوئے ہم پھر ایک بڑا فساد دیکھ رہے ہیں، ہمارے ملک کی ایک ریاست منی پور میں قریب تین مہینے سے حالات بے قابو ہیں اور جو ویڈیوز منظر عام پر آئے ہیں وہ انسانیت کو شرم سار کرنے والے ہیں، شاید اس ملک کا مقدر ہی فساد ہیں، خیر اس پر ہم پھر کبھی بات کریں گے، ابھی ہم پچھلی کڑی سے آگے بڑھتے ہیں۔

1970–7–8 مئی: بھیونڈی (مہاراشٹر) ہندو، 44٪ مسلمان 51٪ مہاراشٹر کے وزیر اعلی: وسنت راؤ پی نائک، پارٹی کانگریس، دسمبر 1963 تا فروری 1975 مہاراشٹر کی ریاست میں اس عرصے کے دوران بھیونڈی، جلگاؤں اور مہاڑ کے قصبوں میں خوفناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔

1969 سے مسلم اکثریتی شہر بھیونڈی میں حالات کشیدہ تھے۔ اکتوبر میں، ہندو رہنماؤں کو گمنام خطوط موصول ہوئے تھے جن میں 1969 کے احمد آباد فسادات کا بدلہ لینے کی دھمکی دی گئی تھی۔ پریس میں ان خطوط کی اشاعت اور فرقہ وارانہ تنظیموں کی طرف سے اشتعال انگیز تقاریر کے ایک سلسلے نے نفرت کی مہم میں اضافہ کیا۔ اس سے حالات مزید کشیدہ ہوے، مارچ 1970 میں محرم اور ہولی جیسے مذہبی تہوار ایک ساتھ ہونے سے معاملات زیادہ بگڑ گیے۔ شواجی (1630–1680) کی برسی منانے والے شوجینتی جلوس پر فرقہ وارانہ تنازعات پیدا ہوئے۔ شیوجینتی پہلی بار بڑے پیمانے پر 1964 میں منائی گئی، جب شوجینتی اتسو سمیتی نے اس کا اہتمام کیا۔ جشن کو خصوصی طور پر ہندو کردار ادا کرنا اور مسلم کمیونٹی کو تہواروں سے الگ کرنا تھا (جبکہ، وہ پہلے موسیقاروں کے طور پر شریک ہوئے تھے)۔

1970 میں، RUM (راشٹریہ اتسو منڈل، BJS کے قریب ہندو فرقہ وارانہ تنظیم) نے شیوجینتی کے جلوس کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا اور ایک اہم مسجد کے قریب نظام پورہ کے مسلم علاقے سے گزرے۔ مسلم رہنماؤں کے احتجاج کے باوجود مقامی انتظامیہ نے جلوس کو متنازع راستے پر چلنے کی اجازت دی۔ 7 مئی کو، جلوس نے مسلم مخالف نعرے لگاتے ہوئے علاقے کا سفر کیا۔ RUM مہم نے قریبی دیہاتوں سے 3,000 سے 4,000 لوگوں کو راغب کیا تھا۔ وہ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر آئے تھے۔ نعرے بازی کے جواب میں کچھ مسلمانوں نے جلوس میں نکلنے والوں پر پتھراؤ کیا جس سے فساد برپا ہو گیا۔ بھیونڈی کے فسادات سے متعلق مبالغہ آمیز افواہوں نے 8 مئی کو جلگاؤں قصبے میں بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کو جنم دیا۔ مجموعی طور پر، جسٹس ڈی پی میڈن کمیشن آف انکوائری رپورٹ کے مطابق، تشدد کے نتیجے میں 164 افراد ہلاک ہوئے، جن میں سے 142 مسلمان اور 20 ہندو تھے۔ یہ تعداد صرف بھیونڈی، کھونی اور ناگون کے ملحقہ دیہاتوں کی ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 78 افراد ہلاک ہوئے 17 : ہندو اور 50 مسلمان تھے۔

(Madon 1970) Chatterji 1995: 25–33) حوالہ 1974–5 مئی: دہلی 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان دہلی کے وزیر اعلیٰ: کوئی نہیں، دہلی، اس تاریخ تک، مرکز کے زیر انتظام علاقہ تھا، ریاست نہیں۔ دہلی میں صدر بازار کے علاقے میں فساد شروع ہوے، یہاں ہندو اور مسلمان ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ یہ واقعات دو مسلم نوجوانوں اور ایک ہندو لڑکے کے درمیان معمولی جھگڑے کی وجہ سے پیش آئے۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک نے بعد میں اپنے دوستوں کو بلایا، جن

میں کچھ چھوٹے مجرم بھی تھے، یہ چھوٹا جھگڑا تیزی سے بگڑ کر ایک سنگین ہندو مسلم تصادم میں بدل گیا۔ آتش زنی، پتھر بازی اور ہتھیاروں سے فائرنگ کی گئی۔ پولیس کو فسادیوں نے نشانہ بنایا، اور حالات پر قابو پانے میں ناکام رہے۔ خاص طور پر مسلم کمیونٹی کو نقصان پہنچا۔ ان فسادات میں گیارہ افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے جس کے بعد علاقے میں 45 دنوں کے لیے کرفیو لگا دیا گیا تھا۔ حوالہ (کرشنا کمیشن 1985) 1977 ۔

22–23 اکتوبر: وارانسی (اتر پردیش) 68٪ ہندو، 31٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 وارانسی (اتر پردیش) شروعاتی جھڑپیں یکم اکتوبر کو ہندو طلباء اور ایک مسلمان بنگر کے درمیان جھگڑے کے بعد ہوئیں۔ 22 اکتوبر کو ایک بار پھر کشیدگی اس وقت پیدا ہوئی جب ہندو درگا پوجا کے جلوس نے ایک مسلم علاقے سے گزرنے کی کوشش کی۔ ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور مسلمان اس معاملے پر کوئی ایسی نظیر قائم کرنے سے گریز کرنا چاہتے تھے جو بعد میں آئندہ بھی ایسے ہی جلوسوں کی اجازت دے۔ 23 اکتوبر کو جلوس نے بہت دھوم دھام سے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مسلمانوں نے مزاحمت کی۔ تشدد بھڑک اٹھا۔ دونوں فریق جنگ کے لیے مسلح تھے۔ کچھ رپورٹس سے ثابت ہوا کہ پولیس نے مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ مار اور آتش زنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چاقو مارنے کے واقعات بھی پیش آئے۔ حیرت انگیز طور پر، زیادہ ہلاکتیں نہیں ہوئیں، تقریباً دس لوگ مارے گیے –حوالہ (Akbar 1978: 47)(Khan and Mittal 1984: 308) 1978–29 مارچ: سنبھل (اتر پردیش) 54٪ ہندو، 46٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو، جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 مرادآباد ضلع کی ایک تحصیل سنبھل (اتر پردیش) میں تشدد ہوا جس کی 70 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ ایک مقامی ہندو کانگریسی کی قیادت میں ایک ہولی کا جلوس نکالا گیا جس میں خوبصورتی کا مقابلہ بھی تھا اور اس میں دو مسلم لڑکیوں کے نے بھی حصہ لیا تھا، اس وجہ سے مسلم لیگ کے ایک رہنما منظر شفیع مشتعل ہوگیے۔ گھیراؤ کے بعد کشیدگی بڑھ گئی، جس کی قیادت جھاڑو دینے والوں نے کی جنہیں تین ماہ سے تنخواہ نہیں دی گئی تھی۔ غنڈوں کی مدد سے منظر شفیع نے بند (عام ہڑتال) کی کال دی۔ تشدد اس وقت بھڑک اٹھا جب ایک ہندو پان والے نے ہڑتال کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔ ان فسادات میں پچیس افراد مارے گئے تھے جن میں بائیس ہندو متاثرین بھی شامل تھے۔ (Sharma 1978: 59) (Ghosh 1978- 31 (1987: 227–228)- مارچ تا 4 اپریل: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان آندھرا پردیش کے چیف منسٹر: مری چنا ریڈی، کانگریس پارٹی، مارچ 1978 تا اکتوبر 1980 تین نسبتاً پرامن دہائیوں کے بعد، حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں 24 مارچ کو ایک مسلم خاتون رمیزہ بی بی کے ساتھ مبینہ طور پر عصمت دری اور اس کے شوہر احمد حسین کے پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد تشدد پھوٹ پڑا۔ مسلمانوں کا ایک ہجوم اپنے غصے کا اظہار کرنے کے لیے پولیس اسٹیشن کے گرد جمع ہو گیا۔ 31 مارچ کو ایک افواہ پھیلی کہ رمیزہ بی بی بالآخر پولیس کے ہاتھوں ماری گئی ہے۔ اگرچہ یہ افواہ غلط ثابت ہوئی، لیکن یہ تشدد کو ہوا دینے کے لیے کافی تھی۔ پندرہ افراد مارے گئے، ان میں سے کچھ کی موت پولیس کی گولی سے ہوئی۔ 1978 میں ان ابتدائی واقعات کے بعد، حیدرآباد کو تقریباً سالانہ فرقہ وارانہ فسادات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، خاص طور پر گنیش تہوار کے دوران، جس کے عوامی جشن کو اس وقت کے چیف منسٹر چنا ریڈی نے اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے حوصلہ افزائی کی تھی –

(دیکھیں باب 4 "ہندو–مسلم فرقہ وارانہ فسادات انڈیا میں")

(1986) اور 1986–2020 میں۔)۔(کمار 1978: 76) (گھوش 120 :1987–121) 1978 –5 اکتوبر اور 6 نومبر: علی گڑھ (اتر پردیش) 57٪ ہندو،

41٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلی: رام نریش یادو، جنتا پارٹی، جون 1977 تا فروری 1979 علی گڑھ (اتر پردیش) شہر میں دو موقعوں پر سنگین فسادات ہوئے۔ قومی اقلیتی کمیشن کی سالانہ رپورٹ (1979) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 3 اکتوبر کو ایک ہندو اکھاڑہ میں ایک پہلوان اور ایک بدنام زمانہ مجرم کو مسلم مجرموں کے ذریعہ بھورے لال کے وار کرنے کے بعد تشدد شروع ہوا۔ بھورے لال کے قریبی ہندو پہلوانوں نے اس کی موت کے خلاف احتجاج کے لیے ایک جلوس نکالا: اس کی لاش کو شہر میں گھمایا اور اشتعال انگیز نعرے بازی کی جیسے خون کے بدلے خون، ایک کے بدلے دس — اس فساد میں 12 افراد مارے گئے تھے۔ پی یو سی ایل (پیپلز یونین فار سول لبرٹیز) (1978) کی ایک رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی حیثیت (status) کے معاملے پر آر ایس ایس کے عناصر نے مہینوں سے شہر میں فرقہ وارانہ ماحول کو ہوا دے رکھی تھی۔ رپورٹ میں مقامی ہندو قوم پرست رہنما کے کے نَو مان کو تشدد میں ملوث ہونے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ PAC (صوبائی مسلح کانسٹیبلری، اتر پردیش پولیس فورس) پر بھی ہندو فسادیوں کے ساتھ تعاون کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مقامی انتظامیہ نے صورتحال پر قابو پانے میں بہت کم عجلت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک ماہ بعد 6 نومبر کو شہر میں دوبارہ بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑے۔ پندرہ سے بیس افراد مارے گئے۔ یہ سب مانِک چوک کے علاقے میں نئے سنیما ہال کی تعمیر پر کشیدگی بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔ اس محلے کے مسلم باشندوں نے اس منصوبے کی مخالفت کی۔ 5 نومبر کو بی جے ایس لیڈر، بلراج مدھوک کی ایک تقریر نے صورتحال کو مزید بھڑکا دیا، دو مسلم نوجوانوں کے درمیان جھگڑے نے ایک نئے فساد کو جنم دیا۔ فسادات ان علاقوں میں پھیل گئے جنہیں اکتوبر میں بچا لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا اور نچلی ذات کے ہندوؤں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بھی کی گئیں —

(PUCL, 1978); (Sampradayikta Virodhi Committee 1978); (Surjeet 1978); (National Minorities' Commission 1979); (Graff 1982: 67–71; 171); (Ghosh 1987: 214–215); (Brass 2003: 90–96)

1979 — 11 اپریل: جمشید پور (بہار) 81٪ ہندو، 9٪ مسلمان — وزیر اعلی بہار: کرپوری ٹھاکر، جنتا پارٹی، جون 1977 — 21 اپریل 1979 جمشید پور (بہار).....1964 کے فسادات کے بعد، مسلمانوں کو مخصوص علاقوں، جیسے صابر نگر محلے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اسی عرصے کے دوران، ہندو قوم پرست تنظیمیں اپنے پڑوس میں ہندو دیوتاؤں اور رسومات کو متعارف کروا کر آدیواسیوں کو "پولرائز" کر رہے تھے۔ 1978 میں آر ایس ایس نے رام نومی کا جلوس نکالنے کی کوشش کی جس کا آغاز آدیواسی کالونی ڈمنا بستی سے ہوا۔ اس کے بعد اسے صابر نگر کے مسلم حصے سے گزرنا تھا، لیکن ضلع انتظامیہ نے اس وقت اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

1979 میں، آر ایس ایس نے ایک بار پھر، جلوس کو منظم کرنے کی کوشش کی۔ آر ایس ایس کے سربراہ بالا صاحب دیوراس کی تقریر کے بعد سے ہی شہر کا ماحول کشیدہ تھا۔ 1 اپریل کو۔ مقامی آر ایس ایس سے وابستہ ممبر قانون ساز اسمبلی (ایم ایل اے) اور بی ایم ایس (بھارتیہ مزدور سنگھ، انڈین ورکرز یونین) کے رہنما دینا ناتھ پانڈے نے جلوس کو صابر نگر سے گزرنے کی اجازت دینے کے حق میں ایک پروپیگنڈہ مہم چلائی۔ 7 اپریل کو، ایک پمفلٹ گردش میں آیا جس میں 11 اپریل کو لوگوں کو جمع ہونے کو کہا گیا تھا، تاکہ زبردستی جلوس نکالا جا سکے۔ مسلم رہنماؤں کو ضلع انتظامیہ نے جلوس نکلنے پر راضی کیا۔

11 اپریل کی صبح قریب 15,000 لوگ جمع ہوئے۔ جلوس مسلم سیکٹر کے مَینگو ایریا میں ایک مسجد کے قریب آ کر رک گیا۔ یہاں بھی جواباً مسلمانوں

بقیہ ص ۱۲ / پر

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

قرآن کی بے ادبی کیوں؟

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ارکان حج ادا کرنے اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں مصروف تھے، عین اسی وقت اتری یوروپ میں واقع سویڈن (sweeden) نامی ملک میں قرآن عظیم کو جلانے کا بدترین عمل کیا جارہا تھا، مغربی ممالک قرآن کی بے ادبی کا یہ پہلا معاملہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی قرآن کی بے ادبی کے بہت سارے معاملات سامنے آچکے ہیں لیکن یہ معاملہ اس لیے بہت زیادہ سنگین ہوجاتا ہے کہ حالیہ واقعہ میں سویڈن کی کورٹ نے باضابطہ قرآن سوزی کی اجازت دی تھی جس کی بنیاد پر پولیس کی حفاظت میں راجدھانی اسٹاک ہوم (stockholm) کی جامع مسجد کے سامنے سلوان مومکا نامی ملعون نے کیمروں کے سامنے قرآن سوزی کی بدترین حرکت کو انجام دیا، سویڈن حکومت اور کورٹ کے طرز عمل نے مسلمانوں کے تئیں مغربی دنیا کے دوغلے کردار کو ایک بار پھر بے نقاب کردیا ہے۔

مغربی دنیا کی قرآن سے نفرت

مغربی دنیا میں آئے دن شعائر اسلام اور مقدسات اسلام کے خلاف ایسی حرکات ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے قبل 2010 میں امریکہ کے فلوریڈا میں ایک پادری ٹیری جونز، 2011 میں پادری میگن فلپس، 2012 میں بگرام ائیربیس اور گوانتانا موبے جیل میں امریکن فوجیوں کے ذریعے قرآن کریم کی بے ادبی کے واقعات منظر عام پر آئے تھے۔ سویڈن کے پڑوسی ملک میں ڈنمارک میں سٹرام کرس (stram kurs) نامی سیاسی پارٹی باضابطہ کئی شہروں میں اجتماعی طور پر قرآن سوزی کی بدترین حرکتیں کرتی رہی ہے۔ اپریل 2022 میں اس پارٹی کے لیڈر راسموس پالوڈن (Rasmus paludan) نے ڈنمارک کے مختلف شہروں میں قرآن کریم کو جلایا تھا جس کی وجہ سے ڈنمارک میں شدید فسادات برپا ہوئے تھے۔ ان واقعات کا سب سے بدترین پہلو بھی یہی تھا کہ ان سارے حادثات کو ان ممالک کی عدالتوں نے آزادی اظہار رائے (Freedom of expression) کے تحت قانوناً جائز قرار دیا تھا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر مغربی دنیا قرآن کریم کی بے ادبی کیوں کرتی ہے؟ ان کے اس جارحانہ اقدام کو ردعمل کا نام بھی نہیں دیا جاسکتا کہ آج تک مسلم دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی مذہبی شخصیت یا مذہبی کتاب کی توہین کا کوئی ایک واقعہ بھی دیکھنے/ سننے میں نہیں آیا۔ حتی کہ قرآن سوزی کے مسلسل واقعات کے بعد بھی انتقامی طور پر بھی کسی مسلمان کی جانب سے مذکورہ افراد/ ممالک کی مذہبی کتب/ شخصیات کی توہین کرنا تو دور اس کی دھمکی بھی نہیں دی گئی، اس کے باوجود اگر غیر مسلم حکومتیں/ تنظیمیں اور افراد یہ حرکات کرتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ دو ہیں 1: اسلام کے مقابلہ سے عاجزی 2: سیاسی مفادات کا حصول۔

سیاسی وعسکری محاذ پر مسلمانوں کی کمزوری کے باوجود مذہبی ترویج واشاعت کے میدان میں مسلمان دیگر اقوام سے میلوں آگے ہیں، طبقۂ اوّل سیاسی وعسکری غلبے اور تمام تر سازشوں کے باوجود اسلام کے مقابلے سے خود کو عاجز محسوس کرتا ہے، اسلام کی مقبولیت اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد انہیں بہت زیادہ کھٹکتی ہے، مخالفین جب اسلام کا علمی وعقلی مقابلہ کرنے سے عاجز ہوجاتے ہیں تو اپنی جھلّاہٹ اور غصہ نکالنے لیے شعائر اسلام/ مقدسات دین کی توہین اور بے ادبی پر اتر آتے ہیں۔ مسلمان خاموش رہیں تو ان کی ہمتیں اور بڑھتی ہیں اور ردعمل ظاہر کردیں تو شدت پسندی اور دہشت گردی کا الزام لگا کر معصوم بننے کی ایکٹنگ کرنے لگتے ہیں۔

احوال عالم

* مضمون نگار ماہنامہ سوادِ اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

طبقہ دوم میں وہ لوگ ہیں جو اپنے ممالک/حلقوں میں سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے اسلام دشمنی کو ایک ٹول (Tool) کی طرح استعمال کرتے ہیں تا کہ جذباتیت کے سہارے کم وقت اور بغیر کسی محنت کے اقتدار اور شہرت مل جائے۔ اس گندی ذہنیت کے حاملین ان ممالک میں بھی اسلام کے خلاف مہم چلاتے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہے، لیکن مسلم دشمنی کے نام پر انہیں سیاست کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس لیے یہ لوگ آئے دن ایسی بدتمیزیاں کرتے رہتے ہیں، اس کا حل کیا ہے؟ مغربی دنیا میں آئے دن ایسی بدتمیزیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے جواب میں کچھ اسلامی ممالک وقتی طور پر متعلقہ ملک سے سفارتی شکایت درج کراتے ہیں، یا بطور احتجاج اپنا سفیر (Ambassador) واپس بلا لیتے ہیں، زیادہ کرتے ہیں تو مسلم ممالک کی متحدہ تنظیم او آئی سی (organization of islamic cooperation) کا اجلاس بلا کر ایک مذمتی قرارداد پاس کر دی جاتی ہے۔

ان تمام تر کاروائیوں کے باوجود اِسلاموفوبیا کے تناسب میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا مطلب صاف ہے کہ مرض جیسا ہے علاج ویسا نہیں ہو پا رہا ہے اس لیے مرض گھٹنے کی بجائے دَم بدم بڑھتا جا رہا ہے، کہنے کو او آئی سی میں 57 مسلم ممالک شامل ہیں، کئی ممالک اقتصادی اور فوجی اعتبار سے خاصے مضبوط بھی ہیں لیکن نظریاتی کمزوری اور ملکی و ذاتی مفادات کی وجہ سے ضروری اقدامات کرنے سے خود کو عاجز سمجھتے ہیں اس لیے اپنے قیام سے لے کر آج تک یہ تنظیم اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکی، اس کا کام صرف مذمتی قرارداد پاس کرنا ہے اور کچھ نہیں، اس لیے اس محاذ پر امت مسلمہ خود کو بے بس اور بے سہارا محسوس کرتی ہے۔ رہ جاتے ہیں مسلم عوام اور تنظیمیں، ان میں سے اکثریت جلسہ وجلوس کی شکل میں احتجاج کر کے اپنے حکمرانوں کا ضمیر بیدار کرنے اور مخالفین اسلام کو غیرت ایمانی دکھانے کی مخلصانہ کوشش کرتے ہیں۔

یہ احتجاجات جذبہ ایمانی کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن اب ہمیں اس سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔ اس محاذ پر یہ اقدامات مخالفین اسلام کا بہتر جواب ہو سکتے ہیں: ہر مسلمان قرآن سے عملی وابستگی اختیار کرے۔ غیر مسلموں تک قرآن کے تراجم پہنچائے جائیں۔ اہل علم خاص موضوعات پر اچھے اسلوب میں تحریر وتقریر تیار کریں، غیر مسلموں کے مابین قرآنی موضوعات پر سیمینار اور سمپوزیم منعقد کیے جائیں۔ قرآنی اسلوب کے مطابق غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات علمی اور عقلی انداز میں تیار کیے جائیں اور انہیں منظم انداز میں عام کیا جائے، قرآن سوزی کے واقعات کو معروضی انداز میں مرتب کر کے دستاویزی شکل میں عام کیا جائے۔

اس کام کے لیے تحریر وتقریر کے ساتھ ساتھ ڈاکومینٹری بھی تیار کی جائیں، تبلیغ اسلام اور تعلیم قرآن کو ایک مشن کے طور پر اپنا نصب العین بنائیں، قرآنی موضوعات کو ترتیب وار درج کیا جائے اور اس پر ماہرین سے کام کرایا جائے، تدوین قرآن، نظم قرآن اور اسلوب قرآن پر بہترین پیش کش کے ساتھ مسلسل محفلیں منعقد کی جائیں، مدارس میں تفسیر قرآن کے نصاب میں نئی اور مفید کتابیں شامل کی جائیں۔ بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور ہر عمر کی خواتین کے لیے قرآنی واقعات اور احکام سے مفید اور آسان کتابیں/رسالے تیار کئے جائیں۔ یاد رکھیں! موجودہ دور میں امت مسلمہ سیاسی وعسکری محاذ پر بے حد کمزور ہے ایسے میں علما اور عوام کو اپنی سطح پر ہی اقدامات کی ضرورت ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جہاں سیف وسنان کام نہیں آتے وہاں مبلغین کی تبلیغ پتھروں میں شگاف ڈال دیا کرتی ہے۔ ہمیں ایک بار پھر اپنے بزرگوں کے اسی مشن اور جذبہ کو زندہ اور بیدار کرنا ہے جس کے بوتے انہوں نے دشمنوں میں گھس کر ان کے دلوں کو موم کر ڈالا تھا، جذبات سچے اور ارادے پکے ہوں تو رب کائنات کسی سے بھی اپنے دین کا کام لے لیا کرتا ہے۔ اپنے حصے کا کام کرتے رہیں اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ انصاف پسند حکمرانوں کا دور آئے۔ نظام عدل قائم ہو اور ظالموں سے ان کے ظلموں کے پورا پورا حساب لیا جائے، یقیناً دور انصاف آئے گا کہ ایسی کوئی بقیہ ص ۳۸ر پر

احوال عالم

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

بیسویں قسط

تزغیب و بشارت

گزشتہ سے پیوستہ

دوزخ اور دوزخیوں کا بیان

آتش دوزخ کی کیفیت وحیثیت

حدیث شریف: حضرت مصنف فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شیخ فقیہ ابوجعفر سے سنکر ان کی پوری سند نقل کرتے ہوئے، بطریق ابوصالح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پرنور، رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

''او قد علی النار الف سنة... الحدیث۔ (ترجمہ) دوزخ (کی آگ) ایک ہزار سال تک دھونکی گئی حتی کہ بالکل سرخ ہوگئی۔ پھر اور ایک ہزار سال تک اسے جلایا گیا یہاں تک کہ بالکل سفید ہوگئی۔ پھر مزید ایک ہزار سال تک دھونکی گئی یہاں تک کہ بالکل سیاہ ہوگئی۔ تو (اب) دوزخ کی آگ بالکل کالی ہے جیسے اندھیری رات۔''

فکر آخرت میں ہر وقت آنسو کیوں نہ بہاؤں

بزرگوں کا یقین: منقول ہے کہ (سیدی) یزید ابن مرثد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے آنسو نہیں رُکتے تھے وہ (فکر آخرت میں) برابر، مسلسل روتے رہتے تھے تو ان سے کثرت گریہ کے بارے میں پوچھا گیا (کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟) فرمایا: اگر یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وعید فرماتا کہ اگر میں کوئی گناہ کر بیٹھوں تو وہ مجھے ہمیشہ کے لئے حمام میں قید کر دے گا نہ کہ جیل میں تب بھی تو مجھ پر لازم تھا کہ (اتنا روؤں کہ) میرے آنسو نہ تھمیں۔ تو اب میں کیوں کر مسلسل نہ روؤں جب کہ اس کی وعید ہے کہ عاصی کو اس خانۂ آتش میں قید کرے گا جو کہ تین ہزار سال تک دھونکی، سلگائی گئی ہے؟

جہنم میں انواع عذاب، ایک سے ایک شدید والمناک

روایت: حضرت مصنف علیہ الرحمۃ اپنے شیخ محمد ابن جعفر سے سنکر باسناد تام، بطریق امام اعمش حضرت امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وعنہم) سے راوی ہیں، فرمایا: آپ (احادیث کریمہ کی روشنی میں) فرماتے ہیں کہ جہنم میں بہت سے جِباب ہیں یعنی بڑے بڑے اور بہت گہرے گہرے کنویں، ان میں بہت موٹے موٹے سانپ ہیں جیسی بختی اونٹوں کی گردنیں اور بڑے جسیم جسیم بچھو ہیں، جیسے سیاہ فام خچر! تو دوزخی (آگ سے گھبرا کے) ان کنووں کی طرف بھاگیں گے وہاں وہی اژدھے انہیں اپنے ہونٹوں سے پکڑ کے چوٹی سے ناخنِ پا تک ان کی کھال کھینچ لیں گے (کھالیں نوچ نوچ کر بدن ننگے کر دیں گے) تو وہ ان اژدھوں سے نجات پانے کیلئے دوبارہ آگ ہی کی طرف بھاگ آنے پر مجبور ہوں گے۔ (معاذ اللہ من عذابہ)

دوزخ کے سانپ کس قدر زہریلے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان فی النا رحیات..... الحدیث۔ (ترجمہ) بے شک دوزخ میں ایسے اژدھے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں۔ وہ جس کو ایک بار ڈس لیں تو اس کے زہر کا چڑھنا (جلن یا دُکھن کا احساس) چالیس سال تک قائم رہے گا۔''

وہ آگ اِس آگ سے کتنی تیز گرم

خبر ابن مسعود: حضرت امام اعمش سے روایت آئی ہے وہ حضرت یزید ابن وہب سے اور وہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم سے راوی ہیں، آپ نے فرمایا: بے شک تمہاری یہ (دنیا کی) آگ، نار جہنم کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے

(یعنی) آتش دوزخ کی تپش (Heat) دنیا کی آگ سے انہتر گنی زیادہ تیز ہے(۱) اگر یہ سمندر میں دومرتبہ بجھاوادی ہوئی نہ ہوتی توتم اس سے نفع نہیں اٹھاسکتے تھے اور امام مجاہد کا کہنا ہے کہ ''تمہاری یہ آگ، جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔''

دوزخ کاایک سب سے ہلکاعذاب

حدیث شریف: اور (مروی ہے کہ) حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

''انّ اھون اھلِ النّار عذاباً..... الحدیث۔

(ترجمہ) بے شک اہل دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو صرف آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن کے اثر سے اس کا دماغ (ہانڈی کی طرح) کھولے گا اور اس کے کانوں کے سوراخ گویا آگ کی چنگاری اور داڑھ دانت آگ کے شعلے ہونٹ آگ کی لپٹ ہوں گے اور پیٹ کی آنتیں وغیرہ قدموں کی جلن کے اثر سے سب باہر نکل پڑیں گی اور وہ اپنے کو سمجھے گا کہ میں دوزخ میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں، حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہورہا ہوگا۔ **معاذ اللہ منہ۔**''

دوزخیوں کی چیخ پکار، سب بے کار

روایت: مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ محمد ابن فضل سے سن کر ان کی پوری سند نقل کرتے ہوئے بطریق قتادہ از ابی ایوب، حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم سے راوی کہ دوزخی، مالک (داروغۂ دوزخ علیہ السلام) کو پکارتے رہیں گے اور وہ انہیں چالیس سال تک جواب نہیں دیں گے، پھر جواب دیں گے۔ (تو یہ دیں گے) کہ **انکم ماکثون** یعنی تم کو اسی میں پڑے رہنا ہے ہمیشہ، پھر وہ رب تعالیٰ کو پکاریں گے عرض کریں گے:

''رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ۔ (ترجمہ) اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے اگر ہم پھر ویسا ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔'' [سورۂ مومنون—۱۰۷]

تو انہیں عمر دنیا کی دوگنی مدت تک کچھ جواب نہیں ملے گا، پھر ملے گا (تو یہ ملے گا):

''اِخْسَؤُوا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔ (ترجمہ) دھتکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ [سورۂ مومنون—۱۰۷]

حضرت عبداللہ نے (آگے) بتایا کہ خدا کی قسم پھر وہ لوگ اس کے بعد کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالیں گے۔ پھر دوزخ میں صرف چنگھاڑنا، دھاڑنا ہی ہوگا، ان کی آوازیں اول گدھوں کے رینکنے کی طرح ہونگی اور آخر میں شہیق (سخت چیخ، چنگھاڑ) کے مشابہ۔ [روایت عبداللہ ابن عمرو پوری ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہما]

یہ خبریں عقلمند سے کیا تقاضا کررہی ہیں؟

تنبیہ: حضرت قتادہ علیہ الرحمہ (راوی اثر مذکور، لوگوں کو مخاطب کرکے) کہتے ہیں:

''**یا قوم ھل لکم من ھذا بد؟ ام ھل لکم علی ھذا صبر؟ یا قوم! طاعۃ اللہ اھون علیکم فاطیعوہ۔** (ترجمہ) لوگو! کیا تمہارے لئے عذاب دوزخ سے کوئی چارہ ہے؟ یا تمہیں اس پر صبر و برداشت کی طاقت ہے؟۔ لوگو! تم پر (آج) اللہ کی طاعت بہت آسان ہے (کہ موقعہ ملا ہوا ہے) لہٰذا اس کے احکام کی تعمیل کرو۔''(۲)

عذاب آخرت کس قدر شدید وطویل؟

اختصار اخبار: اور کہا جاتا ہے (یعنی کتاب وسنت کی خبروں کی روشنی میں علمائے کرام فرماتے ہیں) کہ اہل نار ہزار سال تک جزع وفزع کریں گے پھر بھی ان کا وہ رونا دھونا، بے چینی دکھانا، انہیں کچھ نفع نہیں دے گا۔ آخر (اپنے آپس میں) کہیں گے ہم دنیا میں جب صبر سے کام لیتے تھے تو ہمیں (غم والم سے) کچھ راحت مل جاتی تھی (تو یہ سوچ کر) صبر سے رہیں گے

[۱] کیونکہ دنیا کی آگ دوزخ سے لی گئی تھی اور سمندر میں دو بار بجھائی گئی تھی، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (بعد صحت عقائد) نماز، زکوٰۃ، خیرات، روزے، حج، صلۂ رحمی وغیرہ وغیرہ، ان کو احسان واخلاص کے ساتھ کرو اور جن کاموں سے بچنے دور رہنے کا حکم دیا ہے ان سب سے بچو، باز آؤ، اصلاح حال وتوبہ میں دیر نہ لگاؤ، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

حتی کہ (اسی طرح) ایک ہزار سال کا (طویل) عرصہ گذر جائے گا پھر بھی عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔ تو (آخر بالکل مایوس ہوکر) کہیں گے :

''سَوَاء عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ۔

(ترجمہ) ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں، ہمیں کہیں پناہ نہیں۔'' [سورۂ ابراہیم—۲۱/کنزالایمان]

پھر (پیاس اور تپش کی شدت سے بے چین ہوکر) بارش کی دعا کریں گے تا کہ گرمی، جلن اور پیاس کا کچھ ازالہ ہو سکے۔ (انکو جواب نہیں ملے گا) حتی کہ سوال کرتے ہزار سال بیت جائیں گے۔ پھر ایک ہزار سال تک مزید گڑگڑائیں تو اللہ تعالی جبرئیل سے فرمائے گا: وہ کیا چیز طلب کر رہے ہیں؟ جبرائیل عرض کریں گے یارب تو تو خود خوب جانتا ہے وہ غیث (پانی کی بارش) مانگ رہے ہیں۔ تو انکے لئے ایک، سرخ بادل ظاہر ہوگا۔ وہ گمان کریں گے کہ (اب) بارش ہوگی۔ تو ان پر بچھوؤں کی بارش ہوگی جن کے جثے خچروں جیسے ہوں گے۔ وہ جسے ڈسیں گے اس کے اثر سے ہزار سال درد میں مبتلا رہے گا۔ اس کے بعد پھر بارش کا سوال کرتے رہیں گے حتی کہ مزید ہزار سال گذر جائیں گے تو انہیں ایک ابر سیاہ دکھے گا سوچیں گے کہ اب پانی برسے گا۔ مگر بارش سانپوں کی ہوگی جن کا جثہ اونٹوں کی گردنوں جیسا موٹا لمبا ہوگا۔ جب ایک بار، ان میں کا کوئی سانپ، کسی کوڈسے گا دو ہزار سال تک اس کے اثر سے درد مند رہے گا یہی مراد ہے اس آیت کریمہ سے، (فرماتا ہے:)

''زِدْنَاهُمْ عَذَاباً فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُواْ يُفْسِدُون۔

(ترجمہ) ہم نے ان پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا۔''

[سورۂ نحل—۸۸/کنزالایمان]

اس آیت میں مفسدین سے کون مراد؟

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): اس آیت میں مفسدین سے مراد کفار ہیں اور اہل معصیت بھی، تو جو بندہ یہ چاہتا ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات ملے اور اللہ کا ثواب پائے تو اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں، دنیا کے شدائد پر صبر اور معاصی سے اجتناب کرے اور شہوات دنیا سے کنارہ کش رہے۔

جنت کا احاطہ؟ اور دوزخ کا گھروندا؟

''فان الجنة قد حفت بالمكاره وحفت النار بالشهوات'' کہ بے شک جنت گھیر دی گئی ہے، ان چیزوں سے جو نفس انسانی کے لئے سخت ناگوار، نہایت ناپسندیدہ ہوتی ہیں اور (اس کے بالمقابل) دوزخ کی باڑھ لگائی گئی ہے، ان چیزوں سے جن میں نفس کو بڑی رغبت وخواہش رہتی ہے، جن سے صبر اس کے لئے نہایت دشوار سخت ناگوار ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ (یعنی بالکل یہی مضمون) اور جیسا کہ کسی (شاعر) نے (مندرجہ ذیل اشعار میں) کہا ہے: ؎

ناصحانہ وحکیمانہ اشعار

وفی الشیب ماینهی الحلیم عن الصبا
اذا استوقدت نیرانه فی عذاره
اری امرأ یرجو العیش غبطة
اذا اصفر عود الزرع بعد اخضراره
تجنب لخدن السوء واحذر وصاله
وان لم تطق عنه محیصاً فداره
وجاور قرین الصدق واحذر مراءه
تنل منه صفو الود مالم تماره
وجاور اذا جاورت حرا او امرأ
کریما کریم الجد تعلو بجاره
فمن یصنع المعروف مع غیر اهله
یجده وراء البحر او فی قراره
لله فی عرض السماوات جنة
ولکنها محفوفة بالمکاره

ترجمہ اشعار:

(۱) جوانی کے ایام میں (جوان کے اندر) وہ لیاقت آجاتی ہے جو حلیم (عقلمند وسنجیدہ) آدمی کو بچکانہ عادتوں خصلتوں سے روک دیتی ہے۔ (یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوتی بقیہ ص ۴۳/ پر

مسلم معاشرے میں بیوہ

از: مولانا حسن نوری گونڈوی

کبھی آپ نے سوچا؟ شادی سمّیلن کرنے والے اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی اس سمّیلن میں کیوں نہیں کرتے؟ شادی کو کم خرچہ میں کرنے کی تحریک چلانے والے اپنے گھر کی شادی میں سادگی سے کام کیوں نہیں لیتے؟ کیا شادی سمّیلن غریبوں، کمزوروں کی مدد کے لیے ہوتا ہے یا اس کی فنڈنگ ہوتی ہے؟ شہر میں موجود بیوہ مطلقہ عورتوں کے لیے کوئی سمّیلن کیوں نہیں کیا جاتا؟ بہو کی موت ہوجائے تو دو چار چھ ماہ میں ہی بیٹے کی شادی کردی جاتی ہے جبکہ داماد کے مرجانے پر بیٹی کی دوسری شادی کو عیب جان کر گھر کیوں بٹھالیا جاتا ہے؟

ہزاروں لاکھوں بیوہ مطلقہ عورتوں کو آخر مسلم معاشرے نے کس کے سہارے چھوڑ رکھا ہے؟ بیوہ یا مطلقہ اپنے جذبات وخواہشات کا اظہار کس سے کرے؟ کیا روٹی کپڑا فراہم کرنا ہی کافی ہے اگر ہاں تو بہو کے مرنے پر لڑکوں کی شادی کیوں کردی جاتی ہے؟ بیوہ یا مطلقہ سے کنوارے لڑکے تو شادی کرنے سے رہے اب انہیں مسلم معاشرے میں عزت کا گھر کون دے گا؟ بے شمار لڑکیوں کے ہاتھ پیلے اس لیے نہیں ہوئے کہ ان کے لیول کا کوئی لڑکا نہ ملا یا گھر والوں کو اپنے لیول کا چاہیے تھا یا زیادہ تعلیم ہونے کے سبب کم پڑھا لکھا قبول نہ تھا لڑکا اور لڑکی اب ذریعہ معاش بنتے جارہے ہیں۔

اگر کسی کے پاس زیادہ لڑکے ہیں تو ان کے لیے وہ مالدار گھرانے کی لڑکیاں تلاش کرتا ہے غریب قبول نہیں، اگر لڑکیاں ہیں تو وہ بھی مالدار لڑکوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں یعنی سب کچھ دولت ہی ہے، غور کریں شاید بیوہ کی مناجات، نالہ بیوگان، آہ بیوگان سن کر آپ کا ضمیر زندہ ہوجائے، ممکن ہے آس پاس کی سسکیاں آپ کو بھی سنائی دیں، ممکن ہے آپ کسی کے لیے سہارا بن جائیں، ممکن ہے قومی بیداری پیدا ہوجائے۔

نوٹ: ہزاروں مسلم بیوہ لڑکیاں فرضی کمپنیوں میں اپنے گزارے کے لیے غیروں کے ساتھ کام پر مجبور ہیں، اب وہ اپنی نمائش بھی کر رہی ہیں اور دولت مندان کے ذریعہ دولت سمیٹ رہا ہے۔

جہاں سے راہبر اصول رہبری کو چھوڑ دیتے ہیں
وہیں سے لٹتے دیکھے ہیں اکثر کارواں ہم نے

مسلمانوں اپنا محاسبہ کرو

از: حفیظ علیمی گونڈوی

جب کوئی مسلمان اغیار کے ہاتھوں انفرادی واجتماعی طور پر ظلم وتشدد اور موت کا شکار ہوتا ہے تو وقتی ہی سہی لیکن مسلمان چیخ وپکار اور واویلا کرنے لگتا ہے، افسوس تو اس بات پر ہے کہ ہمارے آقا ومولیٰ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

آقائے کریم ﷺ کے اس مبارک ارشاد کو مسلمانوں نے یکسر فراموش کردیا ہے، دیکھا جارہا ہے کہ ایک مسلمان کی جان ومال عزت وآبرو کو دوسرا مسلمان نہایت بے دردی وبے باکی سے لوٹ رہا ہے اور یہ عمل قبیح وخبیث قلت میں نہیں بلکہ کثرت میں ہورہا ہے، جب اپنے گھر میں اپنی حفاظت ناممکن سی ہوگئی ہے باہر تو اغیار ودشمنان کا گھیرا ومحاصرہ ہے، دشمن تو چاہ رہے ہیں کہ کب موقع ہاتھ لگے اور ہاتھ صاف کردیا جائے۔

مسلمان اسلام کی تعلیمات سے دور ہوچکا ہے (جو ہماری کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے) اور شکوہ ہے کہ اغیار مظالم ڈھا رہے ہیں، مسلمانو! کبھی کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھنے کی زحمت کرنی چاہیے کہ ہمارا معمول کیا ہے؟ یاد رہے جب تک مسلمان لوٹ کر اسلام کے پلیٹ فارم پر نہیں آئے گا تب تک اسے حفاظت وعزت نہیں مل سکتی، اب فیصلہ مسلمانوں آپ کے ہاتھ میں ہے کہ اسلام کے پلیٹ فارم پہ آکر عزت وحفاظت اور کامیابی چاہیے یا اس کی تعلیمات سے دور ونفور ہوکر ذلت ورسوائی؟

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

تو خدائے کل جہاں ہے، تو خدائے کُن فکاں ہے

(از: محمد اشرف رضا قادری)

تو خدائے دو جہاں ہے تو خدائے دو جہاں ہے
تری حمد لکھّے خامہ یہ مجال ہی کہاں ہے
مہ و آفتاب و انجم ترے در کے ہیں بھکاری
اے خدائے پاک بیشک تو شہنشہِ جہاں ہے
ترا حکم سب پہ نافذ، ترا حکم سب پہ رائج
دو جہاں کا اے خدایا تو حقیقی حکمراں ہے
یہ فرشتے، جن و انساں ترے حکم کے ہیں پابند
ترے حکم سے ہی قائم یہ زمیں، یہ آسماں ہے
تو ہی حمد کے ہے لائق، تو ہی قابلِ ستائش
تو خدائے کل جہاں ہے، تو خدائے کُن فکاں ہے
تری ذات منفرد ہے، تری بات منفرد ہے
جسے لکھ سکے نہ کوئی وہی تیری داستاں ہے
تو علیم و علم و عالم، تو نصیر و ناصر و ناصر ہے
سبھی کو تیری حاجت، تو انیس بیکساں ہے
گلِ تر میں بو ہے تیری، مہِ نَو میں ضَو ہے تیری
تو ہی نکہت چمن ہے، تو ہی زیب گلستاں ہے
مہ و آفتاب و انجم ہیں اگر ترے ثنا گر
تو زمیں کا ذرہ ذرہ بھی ترا ہی مدح خواں ہے بقیہ ص ۳۸ پر

ہر سو چرچا ہے ربیع النور کا

(از: سید خادم رسول عینی)

ہر سو نعرہ ہے ربیع النور کا
یوں اجالا ہے ربیع النور کا
کیا زمیں کیا آسماں کیا لامکاں
ہر سو چرچا ہے ربیع النور کا
نسبت سرکار کا صدقہ ہے یہ
موسم اچھا ہے ربیع النور کا
ہے ہلال عید سے بھی یہ حسیں
ماہ نرالا ہے ربیع النور کا
سب مہینے ہو گئے اس پر فدا
ماہ آیا ہے ربیع النور کا
ہر طرف خوش حالیوں کے ہیں ثمر
کیا مہینہ ہے ربیع النور کا
بلبلیں پڑھتی ہیں بے حد شوق سے
کیا ترانہ ہے ربیع النور کا
کیوں ڈریں آلام کی ہم دھوپ سے
شامیانہ ہے ربیع النور کا
سال کے سر پر سجایا جو گیا
خوب تمغہ ہے ربیع النور کا
ان کی بعثت کا یہ فیض خاص ہے
سر جو اونچا ہے ربیع النور کا
شب مزین ہے گل تقدیس سے
دن سہانا ہے ربیع النور کا
ہر طرف ہے روشنی ہی روشنی
کیا نظارہ ہے ربیع النور کا
ہو گئے گستاخ آقا بے نقاب
کیا نشانہ ہے ربیع النور کا
دکھ رہا ہے نور جو چاروں طرف
یہ اتارا ہے ربیع النور کا
رحمت عالم وہ سب کے واسطے
ہر زمانہ ہے ربیع النور کا
جس پہ ہیں قرباں مناظر دہر کے
وہ سویرا ہے ربیع النور کا
ہر دل مومن کو یہ چمکا گیا
یوں چمکنا ہے ربیع النور کا
جس پہ سب ایام ہوتے ہیں نثار
وہ دوشنبہ ہے ربیع النور کا

منظومات

پھول اس میں کھلتے ہیں تازہ تریں
پھل بھی میٹھا ہے ربیع النور کا

مدح آقا پر کلام لاجواب
پیش کردہ ہے ربیع النور کا

فیض شہ ہے، چرخ ماہ وسال میں
خوب شہرہ ہے ربیع النور کا

عینیؔ خالق سے ہمارے واسطے
خوب تحفہ ہے ربیع النور کا

حُسن خود جس پہ فدا ہے وہ حسیں آیا ہے

(از: فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی مسقط عمان)

مرحبا فخر فلک، فخر زمیں آیا ہے
خاک پر مالکِ فردوسِ بریں آیا ہے

چاہتا وہ تو ٹھہر جاتا کسی عالم میں
اُس کی حد درجہ عنایت، وہ یہیں آیا ہے

غم سے روتی ہوئی دنیا کو ہنسانے کے لیے
پیکر رحم وکرم، خندہ جبیں آیا ہے

جس کی ہستی کو ملا، جلوۂ لولاک لَما
صدفِ دہر میں، وہ دُرِّ ثمیں آیا ہے

مہ جبینوں سے بھلا کیسے ہو اُس کی تشبیہ
حُسن خود جس پہ فدا ہے وہ حسیں آیا ہے

لے کے سیرت میں بشیرؐ اوّ نذیرا کا جمال
خاتَم رُشد و ہدایت کا نگیں آیا ہے

نقشِ پا کیوں نہ بنیں فخر جہاں، رَشکِ جناں
قابَ قوسَین کی منزل کا مکیں آیا ہے

اُس کی ہر بات میں ہے شوکت وَحیٌ یُّوحٰی
دہر میں سِرّ الٰہی کا امیں آیا ہے

اے فریدیؔ! جو ہے آئینۂ حسنِ خالق
جگمگاتا ہوا وہ نورِ مبیں آیا ہے

◆◆◆

ضیائے حق وصداقت حضور کی آمد

(از: مولانا جسیم اکرم مرکزی)

سراج رشد و ہدایت حضور کی آمد
ضیائے حق وصداقت حضور کی آمد

طفیل ایزدی انسانیت کی خاطر ہے
نشان عظمت و رفعت حضور کی آمد

گرے نہ قیصر و کسریٰ کے کنگرے کیونکر
جہان ظلم میں آفت حضور کی آمد

تمام ساعت مبروک سے ہے افضل وہ
ہوئی ہے جس حسیں ساعت حضور کی آمد

بتان خانۂ کعبہ گرے ہیں منہ کے بل
وہ تاب جلوۂ قدرت حضور کی آمد

یتیم و مفلس و مجبور ہر کسی کے لیے
سراپا بخشش ورحمت حضور کی آمد

گناہ گارو! نہ گھبراؤ مژدہ باد تمہیں
ہے شمع بزم شفاعت حضور کی آمد

عرب کی بچیاں دیکھیں تو گنگنانے لگیں
ہماری عزت وشوکت حضور کی آمد

نہ بیوہ عورتیں ہرگز ستائی جائیں گی
مزیل خواری و ذلت حضور کی آمد

ہمارے واسطے تحفے میں ساتھ لائی ہے
سرور، عشق و محبت حضور کی آمد

اسی لیے ہے زمیں ساتوں آسماں سے حسیں
زمیں کی رونق وزینت حضور کی آمد

تمام عالم ہژدہ ہزار پر ہے جسیمؔ
خدا کی خاص عنایت حضور کی آمد

◆◆◆

عیدوں کی عید
عید میلاد النبی ﷺ

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25
SEPTEMBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER
PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

فقہی متون وشروح کے جزئیات کا ذخیرہ، علماء ومفتیان کرام کی ضرورتوں کا معاون، اور بالخصوص نو پید مسائل کے شرعی حل کا مجموعہ

700 Special DISCOUNT

فتاوی تاج الشریعہ

2ND EDITION

ضروری تصحیحات کے ساتھ

دس 10 جلدیں

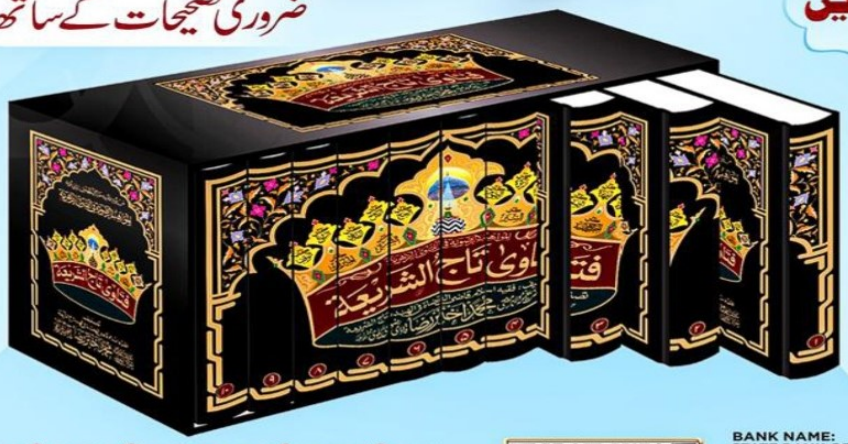

اصل قیمت ~~11,000روپے~~

رعایتی قیمت ~~5,500روپے~~

خاص رعایتی قیمت

صرف 4,800روپے

BANK NAME: STATE BANK OF INDIA
A/C NAME: IMAM AHMAD RAZA TRUST
A/C NO: 30078123009
IFSC CODE: SBIN0000597
ADDRESS: KUTUBKHANA BRANCH BAREILLY

Contact 9808800888 8791766391

SPECIAL PRICE FOR ISLAMIC BOOK DEALERS

MuftiAsjadRaza.com